نیلی آنکھیں

عنبر۔ ناگ۔ ماریا

(قسط نمبر ۱۳)

سنو پیارے بچو!

ہمارا ہیرو اپنے دوست سانپ کے ساتھ اردن کے دریا کی وادی میں آ گیا ہے سانپ ایک حادثے میں ہمارے ہیرا عنبر سے جدا ہو جاتا ہے عنبر کی ملاقات یوحنا نبی سے ہوتی ہے بادشاہ کے دربار میں مشہور ظالم عورت سلومی رقص کرتی ہے اور بادشاہ سے یوحنا کا سر طلب کرتی ہے بدقسمت بادشاہ یہ ظلم کر بیٹھتا ہے اور اس ملک میں تباہی آ جاتی ہے عنبر اپنے دوست کی تلاش میں ایک پراسرار تہہ خانے میں پہنچ جاتا ہے اور تہہ خانے میں وہ ایک عجیب و غریب قبیلے کے لوگوں کو دیکھتا ہے بادشاہ ہیروڈ کو اس کی رعایا ظالم بادشاہ کہہ کہہ کر پکارتی ہے سلومی کے خلاف نفرت پیدا ہو رہی ہے کیونکہ اس کے اشارے سے یوحنا نبی کا سر کاٹا جا رہا ہے۔

اے حمید

دوست کی جدائی

دونوں دوست دریائے اردن کی طرف سفر کر رہے تھے۔

اردن اس زمانے میں یعنی آج سے اڑھائی ہزار برس پہلے ایک چھوٹا سا دریا تھا جو یروشلم کی وادی میں بہتا ہوا آگے جا کر سمندر میں گر جاتا تھا اس دریا کے کنارے بڑے بڑے تاریخی شہر آباد ہوئے ایسی ایسی قومیں آباد ہوئیں جن کے کارنامے تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے ہوئے ملتے ہیں لوگ اس وادی کو پیغمبروں کی وادی بھی کہتے ہیں کیونکہ اس وادی میں اللہ کے بہت سے پیغمبر تشریف لائے اور انہوں نے گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکے ہوئے لوگوں کو نیکی کی تعلیم دی۔

سدوم بھی اس زمانے کا ایک بہت بڑا شہر تھا جو دریائے اردن کے

کنارے پر واقع تھا یہ شہر رومیوں کے قبضے میں تھا اور اس کا بادشاہ شاہ ہیروڈ تھا جو شاہ روم کے ماتحت تھا۔

شاہ ہیروڈ کی ملکہ کا نام ہیروڈیس تھا شاہ ہیروڈ ایک عیش پرست کاہل اور ظالم بادشاہ تھا جو اپنے آرام و آسائش کے لئے ہر شے قربان کر سکتا تھا ملکہ ہیروڈیس ایک سمجھدار، ہوشیار اور دنیا دار عورت تھی جو بڑی دور اندیشی کے ساتھ حکومت چلا رہی تھی مگر کبھی کبھی اپنے ظالم اور عیش پرست خاوند کے آگے وہ بھی مجبور ہو جاتی تھی۔

دریائے اردن کی وادی سدوم کا شہر ابھی دو دن اور دو راتوں کے سفر پر تھا اور دونوں دوست عنبر اور ناگ پھنی گھوڑوں پر سفر کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہے تھے کیونکہ جیسا کہ ہم اس پہلے ناول میں بیان کر چکے ہیں انہوں نے سنا تھا کہ اردن کے کنارے ایک ایسا بزرگ موجود ہے جو اپنے آپ کو اللہ کا نبی کہتا ہے اور لوگوں کو نیکی اور سچائی کی

تعلیم دیتا ہے۔

سفر کرتے ہوئے ایک دوپہر کو عنبر اور ناگ پھنی ایک ایسے معبد یعنی مندر کے پاس پہنچ گئے یہاں سانپ کی پوجا ہوتی تھی۔ مندر کے باہر ایک بہت بڑے سانپ کا بت رکھا تھا جس کے سر پر تاج تھا اور جس کی زبان فٹ بھر باہر نکلی ہوئی تھی عنبر نے اپنے دوست ناگ پھنی سے کہا۔

دوست! سفر کرتے کرتے بہت تھک گئے ہیں کیوں نہ ہم یہاں ایک رات ٹھہر کر آرام کریں اور صبح پھر سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔

ناگ پھنی جب سے اس مندر کے قریب آیا تھا کچھ گھبرایا گھبرایا سا تھا ایسے لگتا تھا جیسے اس نے کسی ایسی شے کی بو سونگھ لی ہو جس سے وہ ڈرتا ہو۔ جب عنبر نے اسے مندر میں رات بسر کرنے کو کہا تو وہ بولا۔

میرا خیال ہے ہمیں سفر جاری رکھنا چاہیے اگر ہم اسی طرح راستے میں

رکتے ٹھہرتے رہے تو منزل سے بہت دور ہو جائیں گے۔

مگر عنبر نہ مانا، اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔

کیا بات ہے ناگ پھنی تم بڑے آرام طلب ہوتے جا رہے ہو منزل دور ہو چاہے قریب ہمیں سفر میں رات کو آرام کرنا ضرور چاہیے اور پھر میں تمہارے ساتھ کل صبح سے چل رہا ہوں ہمارے گھوڑے کو بھی آرام کی ضرورت ہے۔

ناگ پھنی مجبور ہو گیا کہ اس جگہ رات ہی رات کے لئے رک جائے حالانکہ اس کا دل ہرگز وہاں ٹھہرنے کو نہیں چاہ رہا تھا انہوں نے مندر کے ایک پجاری سے ملاقات کی جو مندر کی ڈیوڑھی میں بیٹھا مٹی کے چراغوں میں تیل ڈال رہا تھا عنبر نے جھک کر سلام کیا اور کہا۔

جناب۔ ہم پردیسی مسافر ہیں شہر سکندریہ سے آ رہے ہیں ہمیں اردن کے شہر سدوم جانا ہے کیا ہمیں ایک رات یہاں رکنے کی اجازت مل

جائے گی ہم بڑے بھوکے ہیں۔

پجاری نے ان دونوں دوستوں کو سر سے لے کر پاؤں تک دیکھا اور کہا۔

اگر چہ مندر کی کوئی اپنی سرائے نہیں ہے لیکن تم لوگ چونکہ بہت دور سے آئے ہو اس لئے میں تمہیں صرف ایک رات ٹھہرنے کے لئے جگہ دے سکتا ہوں مگر شرط یہ ہو گی کہ صبح دن نکلنے سے پہلے تمہیں یہاں سے کوچ کر جانا ہو گا۔

فکر نہ کریں ہم صبح ہونے سے پہلے ہی یہاں سے چلے جائیں گے۔

اب وہاں ایک عجیب و غریب بات ہوئی مندر کا سب سے بڑا پجاری بڑے ہال کمرے میں ناگن دیوی کے سامنے پوجا کر رہا تھا کہ ناگن کا بت اچانک اپنی جگہ سے ہلنے لگا بڑا پجاری ڈر کر پیچھے ہٹ گیا اس کی زندگی میں کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ سانپوں کی ملکہ کے بت میں حرکت

پیدا ہوئی ہو اگر چہ وہ ان کی دیوی تھی اور وہ اس کی ہمیشہ سے پوجا کرتے آئے تھے لیکن وہ آخر ایک پتھر کا بت تھی بڑا پجاری ابھی ڈرا ڈرا سا ناگن کے بڑے بت کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ ناگن کی زبان جو کہ پتھر کی تھی اپنی جگہ سے ہلنے لگی اور پھر اسے ایک آواز سنائی دی۔

سن۔ اے پجاری۔ اس مندر میں ایک سانپوں کا شہزادہ داخل ہوا ہے ہم سب ناگ ناگن دیوتا اس کا بڑا احترام کرتے ہیں اس لئے کہ وہ انسانوں میں پہلا انسان ہے جو ایک سانپ بن کر دو سو برس تک زندہ رہا ہے مجھے دیوتاؤں نے خبر دی ہے کہ اس مندر میں وہ شہزادہ سانپ انسان کے روپ میں آچکا ہے اس کو جا کر تلاش کرو۔

پجاری نے ڈرتے ہوئے کہا۔

جو حکم ناگن دیوی! تمہارا خادم ابھی جا کر معلوم کرتا ہے کہ سانپوں کا شہزادہ انسان کی شکل میں مندر کے کون سے حصے میں ہے۔

ناگن دیوی نے کہا۔

اور یہ بھی سن لو کہ آج سے یہ سانپوں کا شہزادہ اس مندر کا بڑا پجاری ہو گا۔ تم اس کے نوکر بن کر اس کی خدمت کرو گے اور اس کا ہر حکم پورا کرو گے۔

جو حکم ناگن دیوی!

بس ابھی جاؤ اور جا کر اس سانپ شہزادے کو تلاش کر کے یہاں لاؤ ہم خود اس کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔

تمہارا حکم سر آنکھوں پر ناگن دیوی۔

بڑا پجاری ہاتھ جوڑ کر سجدہ کرنے کے بعد الٹے پاؤں ہال کمرے سے نکل کر باہر برآمدے میں آ گیا یہ سن کر اس کا دل جل بھن کر رہ گیا تھا۔ کہ سانپ وہ اب مندر کا بڑا پجاری ہوگا اور وہ اس کا غلام بن کر رہے گا۔

مکار پجاری نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ اگر سانپ شہزادہ اسے مل گیا تو وہ اس کو وہیں جان سے مار دے گا تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری وہ ناگن دیوی سے آ کر کہہ دے گا کہ اس نے سارا مندر چھان مارا ہے مگر سانپ شہزادہ اسے نہ مل سکا۔

بڑا پجاری برآمدے میں سے گزر رہا تھا کہ سامنے سے چھوٹا پجاری آتا دکھائی دیا اس نے سامنے سے آتے ہوئے پجاری سے پوچھا کہ کیا مندر میں کوئی مسافر آیا ہے؟ اس نے بتایا کہ ابھی ابھی دو مسافر مندر کی ایک کوٹھڑی میں اترے ہیں جو اپنے آپ کو ملک سکندریہ کے تاجر بتاتے ہیں اور صرف ایک رات مندر میں ٹھہر کر یہاں سے صبح روانہ ہو جائیں گے۔

بڑا پجاری اس کوٹھڑی کی طرف چل پڑا جہاں عنبر اور ناگ پھنی ٹھہرے ہوئے تھے بڑے پجاری نے سوچا کہ اگر یہ لوگ کل چلے بھی گئے تو

بھی ناگن دیوی کو دیوتا بتا دیں گے کہ سانپ دیوتا فلاں صحرا میں سے
گزر رہا ہے اور اگر میں نے اسے ہلاک کر دیا جب بھی دیوتاؤں کو
اس کا علم ہو جائے گا کوئی ایسی ترکیب کرنی چاہیے کہ سانپ بھی مر
جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے سانپ شہزادہ زندہ بھی رہے اور گم بھی ہو
جائے ایسی صورت میں دیوتاؤں کو بالکل علم نہ ہو سکے گا کہ وہ کہاں
ہے اور کس حال میں ہے بڑے پجاری کو اچھی طرح معلوم تھا کہ دیوتا
صرف زندگی اور موت کے بارے میں ہی بیان کر سکتے ہیں اگر کوئی
شخص زندگی اور موت کے بیچ میں لٹک رہا ہو تو انہیں علم نہیں ہو سکتا۔

اب یہ معلوم کرنا تھا کہ ان دونوں مسافروں میں سے سانپ شہزادہ
کون ہے۔

اور یہ کوئی مشکل بات نہیں تھی سالہا سال سے ناگن مندر میں ناگن
دیوی کی پوجا کرتے رہنے سے بڑے پجاری میں اتنی طاقت پیدا ہو

گئی تھی کہ وہ یہ معلوم کر لیتا تھا کہ سانپ کون ہے اور انسان کون ہے؟

جب وہ اس کوٹھڑی کے پاس آیا جہاں دونوں دوست ٹھہرے ہوئے
تھے تو اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی کا دروازہ بند ہے بڑے پجاری نے
دروازے پر دستک دی۔

اندر سے عنبر نے دروازہ کھولا۔

فرمایئے آپ کو ہم سے کیا کام ہے؟

بڑے پجاری نے اپنی سرخ سرخ آنکھوں کو سکیڑ کر غور سے عنبر کی
طرف دیکھا اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ سانپ نہیں ہے۔ اس نے
پوچھا۔

میں اس مندر کا بڑا پجاری ہوں میں صرف یہ معلوم کرنے آیا ہوں کہ
آپ کو یہاں کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟ کیونکہ ہماری مہمان نوازی
سارے علاقے میں مشہور ہے ہم یہ ہرگز گوارا نہیں کرتے کہ ہمارے

کسی مہمان کو کوئی تکلیف ہو۔

عنبر نے کہا۔

آپ کا بہت شکریہ! ہم یہاں بے حد خوش ہیں ہمیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے آپ کی مہمان نوازی ہمیں ہمیشہ یاد رہے گی۔

بڑے پجاری کی مکار نگاہیں عنبر کے دوسرے ساتھی یعنی سانپ شہزادے کو تلاش کر رہی تھی۔جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ وہی وہ شہزادہ ہے جس کے بارے میں ناگن دیوی نے اسے حکم دیا ہے اس نے عنبر سے پوچھا۔

معاف کرنا بیٹا! تمہارا ساتھی کہاں ہے۔؟

جی وہ حوض سے پانی لینے گیا ہے۔

اتنے میں ناگ پھنی سامنے سے کوٹھڑی کی طرف آتا دکھائی دیا اس نے کندھے پر پانی سے بھری ہوئی صراحی اٹھا رکھی تھی جب وہ اس

کے پاس آیا تو بڑے پجاری کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور اس نے دیکھا کہ ناگ پھنی کی آنکھیں بالکل گول گول اور سرخ تھیں اسے یقین ہو گیا کہ یہی وہ سانپ شہزادہ ہے۔جس کے متعلق ناگن دیوی نے ذکر کیا ہے بڑے پجاری نے ناگ پھنی سے کہا۔

بیٹا! تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی تم ہمارے معزز مہمان ہو کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلا کر طلب کر لینا۔میں اس مندر کا سب سے بڑا پجاری ہوں۔

ناگ پھنی کے دل پر بھی بڑے پجاری کو دیکھ کر ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اس نے غور سے پجاری کی طرف دیکھا پجاری اس کی نظروں کی تاب نہ لا سکا اور اس نے آنکھیں نیچی کر لیں ناگ پھنی نے کہا۔

ہم آپ کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔آپ کی خدمت ہمارا فرض ہے۔

یہ کہہ کر بڑا پجاری ادب سے سر جھکا کر اور سلام کر کے واپس چلا گیا
اس کے جانے کے بعد عنبر نے پجاری کے اخلاق اور محبت کی تعریف
کی اور کہا کہ بڑا پجاری بڑا نیک انسان ہے ناگ پھنی نے صراحی میں
سے پانی نکال کر عنبر کو دیتے ہوئے کہا۔

دوست! مجھے اس پجاری کی نیت میں فتور نظر آتا ہے۔

کیا مطلب؟

مطلب یہ کہ بڑا پجاری مجھے ایک دھوکے باز اور مکار انسان دکھائی دیتا
ہے۔

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

یہ تمہارا وہم ہے ناگ پھنی۔ وہ تو ہمارے آگے بچھا جا رہا تھا مجھے تو اس
کی طبیعت بہت پسند آئی ہے اور پھر بھلا اس کو ہمارے ساتھ کیا دشمنی
ہو سکتی ہے۔

ناگ پھنی نے کہا۔

اس کو تمہارے ساتھ تو کوئی دشمنی نہیں لیکن مجھے یوں لگتا ہے کہ وہ مجھ
سے کوئی دشمنی رکھتا ہے۔

میرا خیال ہے ایسا نہیں ہے تمہیں وہم ہو گیا ہے بس ناگ پھنی نے
کوئی جواب نہ دیا اور وہ زمین پر بستر بچھانے لگا گیا کیونکہ اس وقت
رات ہو گئی تھی اور وہ سونے کی تیاریاں کر رہے تھے۔

بڑا پجاری اپنی کوٹھڑی میں جا کر سوچنے لگا کہ سانپ شہزادے کو کس
طرح وہ اپنے قابو میں لا کر اس پر ایسی بے ہوشی طاری کرے وہ زندہ
بھی نہ رہے اور مردہ بھی نہ ہو۔ آخر اسے ایک ترکیب سوجھی اسکے
پاس ایک ایسا عرق تھا جو ہر سال ناگن دیوی کو غسل کرانے کے بعد
کٹورے میں جمع کیا ہوتا تھا اس عرق کی یہ تاثیر تھی کہ اگر وہ کسی پر
چھڑک دیا جائے تو وہ شخص مرتا نہیں ہے لیکن وہ زندہ بھی نہیں رہتا

تھا۔بس بے ہوش ہو جاتا تھا اور جب تک اس پر منتر نہ پھونکا جائے وہ
دوبارا ہوش میں نہیں آ سکتا تھا اس منتر کا علم بھی بڑے پجاری ہی کو تھا۔
اب پجاری رات ہونے کا انتظار کر رہا تھا جب رات آدھی سے زیادہ
گزر گئی تو پجاری عرق کی بوتل گلے میں لٹکا کر اس کوٹھڑی کی طرف
چل پڑا جہاں سانپ شہزادہ اپنے دوست کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا مندر
میں اندھیرا تھا صرف کہیں کہیں دھیمی دھیمی موم بتیاں جل رہی تھیں
پجاری دبے پاؤں چلتا ہوا کوٹھڑی کے پاس آ کر رک گیا اس نے
دروازے کو آہستہ سے اندر کی طرف دبایا۔دروازہ کھل گیا پجاری
دروازے کا ایک کواڑ کھول کر کوٹھڑی کے اندر داخل ہو گیا اس نے موم
بتی کی دھیمی روشنی میں دیکھا کہ دونوں دوست اپنے اپنے بستروں پہ
گہری نیند سو رہے ہیں۔

پجاری وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔

کیونکہ سانپ شہزادے کے جاگ پڑنے سے سارے کیئے کرائے پر
پانی پھر سکتا تھا پجاری نے گلے میں سے بوتل نکال کر اس کا منہ کھولا
اور ایکدم سے سارا عرق سوئے ہوئے ناگ پھنی پر چھڑک دیا عرق
کے چھڑکتے ہی ناگ پھنی نے آنکھیں کھول کر پجاری کو غصے سے
دیکھا اور پھنکار مار کر ایک دم سانپ بن گیا مگر اتنے میں عرق اپنا اثر
کر چکا تھا سانپ پر بے ہوشی طاری ہونے لگی تھی ناگ پھنی نے اپنا
پھن لہرایا مگر عرق کے اثر سے وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔

پجاری نے آگے بڑھ کر سانپ کو جھولے میں ڈالا اور چپکے سے کوٹھڑی
کا دروازہ دوبارہ بند کر کے وہ تیز تیز قدموں سے اپنی کوٹھڑی کی طرف
بھاگ گیا وہاں پہنچ کر پجاری نے بے ہوش سانپ کو ایک بڑے سے
مرتبان میں رکھ کر اوپر سے اس کا منہ بند کر دیا مرتبان کو اٹھا کر ایک جگہ
سے پتھر کی سل اٹھا کر فرش کے نیچے گڑھے میں دفن کیا اور اوپر سے

پتھر کی سل دوبارہ برابر کر دی۔

اس کام سے فارغ ہو کر اس نے سکھ کا سانس لیا اس نے اپنے دشمن کو ہمیشہ کے لئے قابو میں کر لیا تھا اب وہ ساری زندگی کے لئے مندر کا اکیلا پجاری تھا اسے کوئی اس عہدے سے نہیں ہٹا سکتا تھا وہ بڑے آرام کے ساتھ بستر پر سو گیا۔ دوسری طرف عنبر بھی بڑے سکون سے سو رہا تھا اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ اس کا جگری دوست ناگ پھنی ایک بے ہوش سانپ کے روپ میں مرتبان میں بند پڑے پجاری کی کوٹھڑی میں دفن ہے۔

صحرا میں اکیلا سفر

صبح اٹھ کر عنبر نے دیکھا کہ اسکے دوست کا بستر خالی ہے۔

اس نے سوچا کہ شاید وہ صبح کی سیر کرنے کے لئے باہر نکل گیا ہو لیکن کافی دیر گزر جانے کے بعد بھی جب ناگ پھنی واپس نہ آیا تو وہ پریشان ہو کر مندر کی کوٹھڑی سے باہر آ گیا اور اپنے دوست کو مندر کے اندر باہر تلاش کرنے لگا دوسری طرف بڑا پجاری فوراً صبح صبح ناگن دیوی کے بت کے سامنے حاضر ہوا اور اسکی پوجا کرنے کے بعد ہاتھ جوڑ کر بولا۔

اے ناگن دیوی! تیرے اس غلام نے مندر کا چپہ چپہ چھان مارا ہے لیکن سانپ شہزادہ کہیں نہیں مل سکا۔

ناگن دیوی کی زبان حرکت میں نہ آئی پجاری نے دوبارا ایہی بات دہرائی ناگن دیوی کا بت بے حس وحرکت رہا پجاری کو شک ہوا کہ کہیں اس کا راز فاش نہ ہو گیا ہو اس نے ایک بار پھر پوجا کرنے کے بعد بت کو سجدہ کیا اور اسکے قدموں میں پڑے ہوئے پتھر کو چوما اور کہا۔

اے مہا دیوی تمہارے حکم پر میں نے سانپ شہزادے کو جگہ جگہ تلاش کیا مگر وہ مجھے کہیں نہیں ملا اب کیا حکم ہے۔؟

دیوی نے کہا۔

سن اے پجاری ایسا لگتا ہے کہ سانپ دیوتا کو دھرتی ماتا نے اپنے اندر کرلیا ہے دھرتی ماتا سب کی ماتا ہے میں اس کے خلاف جنگ نہیں کر سکتی اب ہمیں انتظار کرنا پڑے گا۔

پجاری نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کہیں ناگن دیوی کو اصل بات کا

پتہ تو نہیں چل گیا پوچھا۔

دیوی! کیا دیوتاؤں کو معلوم ہے کہ سانپ شہزادہ کس جگہ زمین کے اندر دفن ہے۔

دیوی نے کہا۔

میں دیوتاؤں سے یہ پوچھ کر دھرتی ماتا کو ناراض نہیں کرنا چاہتی اگر دھرتی ماتا کی یہی مرضی ہے تو پھر ہم اس کے آگے مجبور ہیں ہمیں انتظار کرنا ہوگا۔ جب سانپ شہزادہ دھرتی سے باہر آ کر اس مندر کا کام خود سنبھالے گا۔

پجاری نے سر جھکا کر کہا۔

جو آپ کی مرضی وہی ہماری مرضی اے دیوی ماتا مگر کیا سانپ شہزادہ زندہ ہے۔؟

ناگن دیوی نے کہا۔

وہ نہ زندوں میں ہے نہ مردوں میں۔ لیکن وہ دھرتی کے اندر کسی جگہ سو رہا ہے.............تم بھی خاموش ہو جاؤ۔

جو حکم مہا دیوی۔

بڑ پجاری ناگن دیوی کو سجدہ کرنے کے بعد وہاں سے باہر آ گیا اسے اس بات کی بڑی تسلی ہوئی تھی کہ ناگن دیوی پر اس کی مکاری کا راز نہیں کھل سکا۔ دھرتی ماتا نے اس کی مکاری کو چھپا لیا تھا اب اس کے سنگھاسن کو کوئی خطرہ نہیں تھا وہ ساری زندگی اکیلا پجاری بن کر مندر کی دنیا پر راج کرنے کے لئے آزاد تھا۔

عنبر نے اپنے دوست کو ہر جگہ تلاش کیا مگر کہیں اسکا نشان نہ ملا وہ سوچنے لگا کہ ناگ پھنی آخر کہاں چلا گیا۔؟ اسے زمین کھا گئی یا آسمان نے اوپر اٹھا لیا۔ اتنا وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اپنی مرضی سے کہیں نہیں گیا کیونکہ اگر وہ اپنی مرضی سے جاتا تو عنبر کو ضرور اطلاع کرتا۔ اس کا

صاف مطلب یہ تھا کہ اسے زبردستی کسی نے اغوا کر لیا ہے لیکن ناگ پھنی کو اغوا کرنا تو بڑا مشکل کام تھا بلکہ اپنی موت کو آواز دینے کے برابر تھا وہ تو ایک پل میں سانپ بن کر اغوا کرنے والے کو ہلاک کر سکتا تھا اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسے بے خبری کے عالم میں بے ہوش کر کے اغوا کیا گیا ہو لیکن سوال یہ ہے کہ کسی کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ ناگ پھنی کو اغوا کرے۔

وہاں تو وہ دونوں اجنبی تھے۔ وہاں تو ان کی کسی کے ساتھ دشمنی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا پھر یہ معمہ کیا ہے؟ عنبر سوچ سوچ کر تھک گیا آخر اسکے ذہن میں یہی خیال آیا کہ ہو سکتا ہے اس مندر کے کسی دیوی دیوتا نے اسے گم کر دیا ہو کیونکہ وہ بھی ایک سانپ تھا اور یہ مندر بھی سانپوں کے دیوی دیوتاؤں کا ہے تو پھر اس سلسلے میں کس سے بات چیت کی جائے کس سے پوچھ گچھ کی جائے؟

عنبر کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا دن چڑھ گیا تھا اسے دریائے اردن
کے کنارے اس بزرگ کی زیارت کرنے بھی جانا تھا جو یوحنا نبی کے
نام سے مشہور تھا لیکن وہ اپنے دوست سے بے خبر ہو کر بھی نہیں جا سکتا
تھا وہ مندر کے باہر ایک سانپ کے بت کے پاس کھڑا تھا کہ وہاں
سے مکار پجاری گزرا۔ اس نے اسے پہچان لیا کہ سانپ شہزادے
یعنی ناگ پھنی کا دوست اپنے ساتھی کی گمشدگی پر پریشان ہے۔

مکار پجاری چپکے سے اس کے پاس آ گیا اور بڑے نرم لہجے میں بولا۔

کیا آپ آج کا دن بھی مندر میں ٹھہریں گے جانے کی تیاری کر رہے
ہیں۔

عنبر کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے اس کے دوست
کو اغوا کیا ہے۔

عنبر نے پجاری کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

آپ کی مہمان نوازی کو دیکھ کر تو جی چاہتا ہے کہ ابھی کچھ دن اور
یہاں ٹھہروں مگر کیا کروں آگے بھی کچھ کام کرنے ہیں۔؟

تو گویا آپ جا رہے ہیں۔

جی ہاں۔

پجاری نے عنبر کی دکھتی رگ چھیڑتے ہوئے کہا۔

آپ کا دوست کہیں نظر نہیں آ رہا کیا وہ آپ سے پہلے چلا گیا ہے۔

عنبر گھبرا سا گیا وہ پجاری پر اپنے دوست کی گمشدگی ظاہر نہیں کرنا چاہتا
تھا اس بے چارے کو کیا معلوم کہ اسی کم بخت نے اسکے دوست کو گم کیا
ہے عنبر نے یوں ہی کہہ دیا۔

جی ہاں! میرا دوست پہلے چلا گیا ہے دراصل اسے آگے پہنچ کر کچھ
ضروری بندوبست کرنے تھے اچھا اب سمجھا۔ خیر سفر مبارک ہو۔

شکریہ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

مکار پجاری چلا گیا۔ عنبر پھر اکیلا رہ گیا اور سوچنے لگا کہ اب وہ کیا
کرے۔

مندر میں ٹھہر کر ناگ پھنی کا انتظار کرے یا وہاں سے اکیلا ہی سفر پر
روانہ ہو جائے۔

شام تک وہ مندر کے اندر باہر گھوم پھر کر اپنے دوست کا انتظار کرتا رہا
اس کا خیال تھا کہ شاید ناگ پھنی واپس آجائے لیکن اس کا انتظار کرنا
فضول تھا کیونکہ ناگ پھنی اس کی پہنچ سے باہر ہو چکا تھا۔

اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ اپنے دوست کے بغیر سفر کرے۔ مگر
مجبوراً مندر سے کوچ کرنا پڑا۔ مکار بڑا پجاری اسے مندر کے
دروازے تک چھوڑنے آیا وہ بڑا جھک جھک کر عنبر کا شکریہ ادا کر رہا تھا
کہ اس نے مندر کو عزت بخشی حالانکہ شکریہ عنبر کو ادا کرنا چاہیے تھا لیکن
عنبر اپنے جگری دوست کے گم ہو جانے سے اداس تھا اس نے بڑی

خاموشی سے پجاری سے ہاتھ ملایا۔ اس کا آخری بار شکریہ ادا کیا اور سر
جھکائے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھ گیا۔

یہ علاقہ بڑا گرم صحرا کا علاقہ تھا دن بھر یہاں بے حد دھوپ چمکتی اور
بڑی سخت گرمی پڑتی تھی۔

دن کے وقت قافلے آرام کرتے اور رات کو سفر کرتے تھے عنبر بھی اکیلا
رات کو سفر کرتا رہا صحرا کی یہ ریت ٹھنڈی تھی اور ہوا بھی ٹھنڈی چل
رہی تھی وہ قدم قدم گھوڑے کو چلا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اسکا دوست
آخر کہاں گم ہو گیا؟ ایک اچھے ساتھی کے بچھڑ جانے کا اسے بڑا دکھ تھا
عنبر ساری رات صحرا میں اکیلا ہی سفر کرتا رہا صبح دم سورج کی پہلی کرن
پھوٹی تو اسے پیاس محسوس ہوئی اس نے ارد گرد نظر دوڑائی دور دور ریت
کے اونچے نیچے ٹیلوں کے اوپر صبح کی روشنی میں کھجوروں کے جھنڈ
دکھائی دے رہے تھے۔

اس نے گھوڑا نخلستان کی طرف بڑھا دیا قریب پہنچ کر اس نے دیکھا
کہ کھجوروں کی ہری بھری چھاؤں میں ایک چشمہ چھوٹی سی ندی کی
شکل میں بہہ رہا ہے کھجور کے درختوں پر سرخ سرخ زرد زرد رس بھری
میٹھی کھجوروں کے گچھے لٹک رہے تھے یہ ایک بڑی ہی خوب صورت
اور آرام دہ جگہ تھی عنبر گھوڑے سے نیچے اترا اور اس نے گھوڑے کو پانی
پینے اور گھاس چرنے کے لئے چھوڑ دیا خود چشمے کے پانی سے منہ
ہاتھ دھویا ٹھنڈا پانی پیا اور آرام کرنے لیٹ گیا۔

وہ ایک بار پھر اپنے دوست ناگ پھنی کے بارے میں سوچنے لگا اس
کی گمشدگی کا معمہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کتنی ہی دیر وہ سوچتا رہا
اس کا دماغ جھک گیا مگر وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکا کہ آخر اس کا دوست
کہاں گم ہو گیا اتنے میں اسے دور سے گھوڑوں کے قدموں کی
آوازیں سنائی دیں اس نے سوچا کہ شاید کوئی قافلہ چشمے کی طرف آ رہا

ہے وہ خاموشی سے لیٹا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کیا دیکھتا ہے کہ چھ سات
گھوڑسواروں نے اس کے ارد گرد گھیرا ڈال لیا ہے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا
ان گھوڑسواروں کی شکلیں بڑی ڈراؤنی تھیں انہوں نے سروں پر سیاہ
رومال باندھ رکھے تھے۔

کون ہو تم؟ ایک داڑھی والے گھوڑسوار نے پوچھا۔

عنبر نے کہا۔

میں ایک مسافر ہوں اور ملک روم سے سدوم کی طرف سفر کر رہا ہوں۔

اس پر سارے کے سارے گھوڑسوار کھلکھلا کر ہنس پڑے داڑھی والے
نے کہا۔

اب تم ہمارے ساتھ سفر کرو گے ہم بھی سدوم کی طرف ہی جا رہے ہیں
مگر تم مسافر بن کر نہیں بلکہ ہمارے غلام بن کر سفر کرو گے۔

انہوں نے ایک اور قہقہہ لگایا اور گھوڑوں سے اتر کر عنبر کے جسم کو ہاتھ

لگا لگا کر ٹٹولنے لگے ٹھیک ہے مضبوط نوجوان ہے ایک ہزار اشرفیاں تو ضرور مل جائیں گی اس کی۔

اب عنبر کو محسوس ہوا کہ یہ لوگ غلاموں کی تجارت کرتے ہیں اور اسے غلام بنا کر سدوم شہر میں جا کر فروخت کرنے کی سازش کر رہے ہیں وہ بالکل نہ گھبرایا عنبر کبھی نہیں گھبرایا کرتا تھا اس نے سوچا کہ چلو یہ تجربہ بھی حاصل کر لیتے ہیں دیکھتے ہیں یہ ڈاکو اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں اور کس کے پاس لے جا کر فروخت کرتے ہیں؟ ظاہر ہے وہ جب اور جہاں چاہے آزاد ہو سکتا تھا۔

اس نے جھوٹ موٹ گھوڑسواروں سے کہا دیوتاؤں کی خاطر مجھے چھوڑ دو میں ایک غریب مسافر ہوں اور میرا بھائی مجھ سے جدا ہو گیا ہے میں پہلے ہی اس کے لئے بڑا غم زدہ ہوں۔

ایک ڈاکو نے آگے بڑھ کر زور سے عنبر کی گردن پر مکا مارا۔ عنبر اپنی جگہ

سے گر پڑا۔ وہ اٹھ کر کپڑے جھاڑ رہا تھا کہ سارے ڈاکو اس کو مارنے لگے۔ کوئی لات اور کوئی گھونسہ مار رہا تھا عنبر صبر سے ان کی مار کھاتا رہا وہ کچھ نہ بولا جب اس کی خوب ٹھکائی ہو چکی تو ڈاکوؤں نے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے گھوڑے پر ڈالا اور سدوم شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔

سارا راستہ وہ عنبر کے ساتھ بہت برا سلوک کرتے رہے اسے بہت کم کھانے پینے کو دیتے وہ اگر پانی مانگتا تو صرف چند گھونٹ اسے پینے کو دیتے عنبر نے عقل مندی کا کام یہ کیا تھا کہ اپنی انگوٹھی اتار کر لباس کے اندر چھپالی تھی اگر یہ انگوٹھی بھی ڈاکو لوٹ لیتے تو عنبر بالکل ہی بے یارومددگار ہو جاتا۔

ڈاکوؤں کی باتوں سے اسے معلوم ہوا کہ وہ یہودی ڈاکوؤں کا ایک گروہ ہے جس کا کام ہی اردن کی وادی سے یروشلم اور سدوم کی وادی

تک ڈاکے ڈالنا اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اغوا کر کے انہیں غلام
بنا کر بازاروں میں فروخت کرتا ہے وہ ہزاروں جوانوں اور بے گناہ
معصوم عورتوں اور بچوں کو اغوا کر کے یروشلم اور سدوم کے شہروں میں
فروخت کر چکے تھے عنبر کو ان پر بے حد غصہ آیا اور اس نے دل ہی دل
میں فیصلہ کر لیا کہ وقت آنے پر وہ ان سے بدلہ ضرور لے گا۔

دن بھر یہ لوگ صحرا میں کسی درختوں کے جھنڈ تلے آرام کرتے اور
رات کو سفر کرتے راستے میں انہوں نے ایک گاؤں میں ڈاکہ ڈالا اور
ایک بھولی بھالی معصوم لڑکی کو اغوا کر کے اپنے ساتھ لے گئے اس لڑکی
کا رنگ سانولا اور آنکھیں نیلی تھیں رو رو کر اس نے اپنے آپ کو
ہلکان کر دیا وہ ایک ایک ڈاکو کے آگے ہاتھ جھوڑ کر کہتی۔

دیوتا کے لئے مجھے چھوڑ دو میرے باپ کے پاس چھوڑ دو۔ میرا باپ
بوڑھا ہے اس کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں اگر میں وہاں نہ ہوئی

تو میرا باپ مر جائے گا۔

مگر ان ڈاکوؤں کے کانوں پر اس بھولی بھالی دکھی لڑکی کی فریادوں کا
کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا وہ الٹا اس پر قہقہے لگا رہے تھے بلکہ ایک ڈاکو نے
تو آگے بڑھ کر بے چاری لڑکی کے منہ پر بڑے زور سے طمانچہ مار دیا
لڑکی تڑپ کر رہ گئی عنبر سے یہ ظلم دیکھا نہ گیا اس نے آگے بڑھ کر ڈاکو
کے منہ پر اتنے ہی زور سے ایک گھونسہ جڑ دیا۔ بس پھر کیا تھا سارے
ڈاکو عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ اسے اتنا مارا اتنا مارا کہ ان کے خیال میں عنبر کو
مر جانا چاہیے تھا لیکن ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے
دیکھا کہ عنبر کے جسم پر کوئی خراش تک نہیں آئی تھی جب کہ ان کے بازو
اور ہاتھ مار مار کر درد کرنے لگے تھے اس کے برعکس عنبر خاموشی سے
زمین پر سے اٹھا اور کپڑے جھاڑ کر بڑے اطمینان سے کھڑا ہو گیا۔
ڈاکو اسے قہر بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے آگے چل پڑے۔

نیلی آنکھوں والی معصوم لڑکی کے ہاتھ بھی رسی سے بندھے ہوئے تھے
اور اس کا گھوڑا عنبر کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ سفر کر رہا تھا عنبر کے
ہاتھ بھی بندھے ہوئے تھے عنبر اگر چاہتا تو ایک پل کے اندر اندر اپنے
ہاتھ کھول سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہ کیا وہ ڈاکوؤں کا اصل ٹھکانہ معلوم
کرنا چاہتا تھا کہ وہ کہاں رہتے ہیں؟ اور ان کے پاس اور کتنے غلام
اور بے گناہ کنیزیں ہیں عنبر ان سب کو جڑ سے کاٹ کر ختم کرنا چاہتا تھا
چنانچہ وہ بڑی خاموشی سے سفر کرتا رہا۔

دوپہر کے وقت جب کہ بڑی سخت گرمی پڑ رہی تھی ایک جگہ درختوں
کے جھنڈ میں ڈیرا ڈالا عنبر اور نیلی آنکھوں والی لڑکی کو ایک طرف
رسیوں سے جکڑ کر باندھ دیا اور خود چشمے کے کنارے مزے سے ہرن
کو بھون کر اس کی دعوت اڑانے لگے انہوں نے تھوڑا سا پانی اور بھنا
ہوا گوشت ان دونوں کی طرف بھی پھینک دیئے جیسے یہ کوئی پالتو کتے

ہوں عنبر کو ان کی یہ حرکت سخت بری لگی لیکن اس نے صبر کے ساتھ
اسے برداشت کر لیا۔

اس نے نیلی آنکھوں والی لڑکی کو پانی پلایا اور گوشت کھانے کو دیا لڑکی
نے کہا۔

کیا تم نہیں کھاؤ گے۔

تھوڑا سا میں بھی چکھ لوں گا۔

کیا تمہیں بھوک نہیں لگتی۔

لگتی ہے۔ مگر تھوڑی تھوڑی سی۔ ....

اس کے بعد عنبر نے اس کا نام پوچھا لڑکی نے کہا میرا نام ایگنیس میں
اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہوں میرا بوڑھا باپ میری جدائی میں
ضرور مر گیا ہوگا کیا ہم یہاں سے بھاگ نہیں سکتے؟

بہت مشکل ہے ایگنیس اگر ہم نے فرار ہونے کی کوشش کی تو یہ لوگ

ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے لیکن میں ان کی غلامی میں زندہ رہنا نہیں چاہتی میں بھاگ جاؤں گی کیا تم میری مدد نہیں کرو گے۔

ضرور کروں گا۔ضرور کروں گا۔لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم ناداتی یا جوش میں آ کر کوئی ایسی حرکت کر بیٹھو جس کا انجام نہایت بھیانک ہو۔

تو پھر میں کیا کروں؟

وہ بے چاری بچی تھی اس کا گھر بار لوٹ کر اس کے بھائیوں کو قتل کر کے وہ لوگ اسے اغوا کر کے لونڈی بنا کر ساتھ لے آئے تھے اور اب خدا جانے اسے بیچنے کہاں لے جا رہے تھے عنبر نے اسے تسلی دی اور کہا کہ وقت آنے پر ان کے خلاف زبردست مہم شروع کروں گا اور ان سب کو ظلم کا بدلہ چکھاؤں گا۔

نیلی آنکھیں

آدھی رات کے بعد ڈاکوؤں کا یہ قافلہ شہر سدوم کی طرف چل پڑا۔

جو حساب روم سے عنبر کو بتایا گیا تھا اس کی رو سے اس قافلے کو صبح سورج نکلنے کے بعد اپنی منزل پر پہنچ جانا چاہیے تھا ساری رات قافلہ سفر کرتا رہا شہر قریب آنے کی وجہ سے ڈاکوؤں نے عنبر اور نیلی آنکھوں والی لڑکی اگینیں کی زیادہ خبر گیری شروع کر دی تھی سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی عنبر نے دور صحرا میں شہر کی فصیل ابھرتی ہوئی دیکھی یہ وادی اردن کا سب سے بارونق شہر اور شاہ ہیروڈ کا پائے تخت سدوم تھا گہرے نیلے آسمان پر ستاروں کی روشنی ماند پڑ گئی اور سورج نے اپنی چمک سے صحرا کے ذروں کو گرم کرنا شروع کر دیا۔

صحرا کی زندگی بھی عجیب ہوتی ہے۔ دن بھر غضب کی گرمی پڑتی ہے
اور جوں جوں سورج ڈھلتا ہے سردی شروع ہو جاتی ہے ریت جو دن
بھر گرم رہتی ہے سورج کے غروب ہوتے ہی ٹھنڈی ہونا شروع ہو
جاتی ہے اور پھر رات کو صحرا میں لوگ کمبل اوڑھ کر سوتے ہیں۔

ڈاکوؤں نے عنبر اور نیلی آنکھوں والی لڑکی ایگنیس کو دوبارہ رسیوں کے
ساتھ جکڑ دیا عنبر نے محسوس کیا کہ وہ شہر کے صدر دروازے سے اندر
داخل نہیں ہو رہے تھے بلکہ وہ شہر کی فصیل کے ساتھ ساتھ شمال سے
جنوب مشرق کی جانب ذرا ہٹ کر سفر کر رہے تھے جب وہ شہر کی
جنوب مشرقی دیوار کے نیچے ایک ویران سے اور پرانے سے
دروازے کے باہر پہنچے تو ایک جگہ رک گئے۔

ایک ڈاکو نے منہ سے کسی جانور کی آواز نکالی اس آواز کے ساتھ ہی
دروازے کی طرف سے بھی اسی قسم کی جانور کی آواز سنائی دی تیسری

بار جانور کی آواز سنائی دینے کے بعد کسی نے پرانے دروازے کی
کھڑکی کو کھول دیا سارے ڈاکو گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس کھڑکی
کے پاس اور جھک کر شہر کے اندر داخل ہو گئے عنبر نے دیکھا کہ
دروازے کے اندر داخل ہوتے ہی ایک اونچی چھت والی بہت بڑی
ڈیوڑی آ گئی جہاں بے حد ٹھنڈا اندھیرا پھیلا ہوا تھا ڈیوڑھی کی چھت
محراب دار تھی اور بہت اونچی تھی ڈیوڑھی کی محراب سے نکلے تو شہر
سدوم کی عمارتیں، بازار گلیاں شروع ہو گئیں ڈاکو بارونق بازاروں
سے بچ کر گزر رہے تھے۔

اگر وہ بارونق بازاروں میں سے بھی گزرتے تو کوئی فرق نہ پڑتا کیونکہ
عنبر اور نیلی آنکھوں والی لڑکی ایگنیس اگر شور بھی مچاتی کہ پکڑو ہمیں
بچاؤ، یہ لوگ ہمیں اغوا کر کے لے جا رہے ہیں تو کوئی بھی ان کی آواز
پر کان نہ دھرتا بلکہ الٹا ان پر لوگ قہقہے لگاتے اور ان پر پتھر مارتے اس

لئے کہ اس زمانے میں لوگوں کو معلوم تھا کہ جن غلاموں یا کنیزوں کو خرید کر شہر لایا جاتا ہے وہ اسی قسم کا شور مچایا کرتے ہیں غلاموں اور کنیزوں سے اس زمانے میں نفرت کی جاتی تھی ان پر ظلم کیا جاتا تھا۔ انہیں انسان نہیں بلکہ جانور سمجھا جاتا تھا انہیں بات بات پر مارا پیٹا جاتا تھا اور اگر مالک انہیں کسی بات پر غصہ کھا کر قتل بھی کر دیں تو کوئی انہیں پوچھنے والا نہ تھا۔

یہی وجہ تھی کہ شہر کی گلیوں میں سے گزرتے ہوئے ایگنیس اور عنبر بالکل خاموش تھے حالانکہ لوگ دیکھ رہے تھے کہ ان کے ہاتھوں رسیوں سے جکڑے ہوئے ہیں وہ سمجھ گئے تھے یہ غلام اور کنیز ہیں اور انہیں منڈی میں فروخت کرنے کے لئے لایا جا رہا ہے کچھ لوگوں نے تو عنبر اور ایگنیس پر نفرت سے آوازیں بھی کسی۔ ان سے ہمدردی کرنے کی بجائے ان پر دو ایک پتھر بھی پھینکے۔ عنبر نے سوچا کہ یہ کس قدر ظلم کا

زمانہ ہے اور انسان بھی کتنا ظالم ہے کہ وہ انسان کو بھیڑ بکری کی طرح فروخت کر رہا ہے منڈی میں ایک طرف آلو گوبھی بک رہی ہے اور دوسری طرف انسانوں کا سودا ہو رہا ہے۔

جو لوگ غلام یا کنیز کو خرید لیتے تھے وہ انہیں بالکل جانوروں کی طرح ہانکتے ہوئے اپنے گھر لے جاتے تھے جس طرح آج کے زمانے میں عید قربان سے پہلے گھروں میں کوئی بکرا خرید کر لایا جاتا ہے اور گھر کے سارے بچے بالے اس کے گرد جمع ہو کر اسے دیکھتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں بالکل اسی طرح آج سے ڈھائی ہزار برس پہلے جب کوئی غلام یا کنیز خیر کر گھر لائی جاتی تھی تو گھر کے بچے بالے اسکے گرد جمع ہو کر خوشی مناتے تھے ہمارے ہاں قربانی کے بکرے کو تو چھڑی سے مارنا منع ہے اور بچے اس سے محبت کرتے ہیں لیکن اس زمانے میں بچے بھی غلاموں کو چھڑیوں سے مارا کرتے تھے ان غلاموں کی قدر

قربانی کے بکروں سے بھی کم تر تھی۔

اس سے پہلے بھی عنبر ایک بار غلام بن کر بک چکا تھا۔

جب یونانیوں پر زوال آیا اور رومیوں نے ان کے شہر تباہ و برباد کر دیئے تو ان کے بچوں اور جوانوں کو غلام بنا کر فروخت کر دیا عورتوں کو کنیزیں بنا لیا اسی زمانے میں یونان کے بڑے بڑے نامور اور مشہور فلسفی اور استاد بھی رومیوں نے غلام بنا کر بیچ دیئے تھے یہ غلام فلسفی رومی اور اشوریوں کے گھروں میں ان کے بچوں کو تعلیم دیا کرتے تھے عنبر نے سوچا کہ اگر وہ اس بار کسی پڑھے لکھے گھرانے میں غلام بن کر گیا تو کچھ دیر سکون سے زندگی بسر کر کے یہاں کے رہن سہن کے بارے میں اور ان لوگوں کے مذہب کے بارے میں تجربات حاصل کر لے گا رہنا تو اسے پھر بھی اسی شہر میں ہے اگر کسی امیر آدمی کے گھر میں غلام بن کر رہے گا تو زیادہ تعداد میں لوگوں کو دیکھ سکے گا ان کا

جائزہ لے سکے گا۔

لیکن اسے سب سے زیادہ فکر نیلی آنکھوں والی لڑکی کی تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ یہ معصوم لڑکی بھی کسی ظالم آدمی کی کنیز بن کر اپنی ساری زندگی برباد کر دے وہ غلام بننے سے پہلے وہ کام کرنا چاہتا تھا پہلا کام یہ کہ وہ ایگنیس کو آزاد کر کے اسے اس کے گھر بھیج دینا چاہتا تھا اور دوسرا کام یہ کہ وہ ڈاکوؤں کے اس گروہ کو تباہ کر دینا چاہتا تھا تا کہ وہ آئندہ کسی کو غلام یا کنیز بنا کر ان کی زندگیوں کو برباد نہ کر سکیں۔

ڈاکوؤں نے شہر کے کنارے ایک پرانی حویلی میں بسیرا کر لیا۔

انہوں نے یہاں آ کر پہلا کام یہ کیا کہ عنبر اور تیلی آنکھوں والی ایگنیس کو الگ الگ کوٹھڑیوں میں بند کر دیا عنبر اکیلا کوٹھڑی میں بند رہا اس کوٹھڑی میں اوپر چھت کے ساتھ سلاخ دار ایک چھوٹا سا روشن دان تھا۔ جس میں سے معمولی سی روشنی اندر آ رہی تھی شام کو جب یہ روشنی

دھیمی ہونے لگی تو ایک ڈاکو نے اندر آ کر اسے کھانے کو تھوڑی سی روٹی
اور گوشت دیا اور باہر چلا گیا رات بھر عنبر اکیلا کوٹھڑی میں پڑا رہا وہ اگر
چاہتا تو وہاں سے نکل سکتا تھا مگر وہ اس زندگی میں کچھ تلخ تجربات
حاصل کرنا چاہتا تھا وہ تکلیفیں اٹھا کر دیکھنا چاہتا تھا کہ جو غلام بے
چارے تکلیفیں اٹھاتے ہیں ان پر کیا گزرتی ہے۔ ہاں اسے نیلی
آنکھوں والی معصوم لڑکی اینگیں کا ضرور فکر تھا کہ جانے وہ بے چاری
کس حال میں ہوگی۔

دن چڑھا تو اسے باہر نکال کر شہر کی ایک بہت بڑی منڈی میں لے جا
کر کھڑا کر دیا گیا۔ یہاں غلاموں اور کنیزوں کا بازار لگا تھا غلام
فروخت ہو رہے تھے کنیزیں اور بچے بھی فروخت ہو رہے تھے امیر
لوگ چل پھر کر اپنی پسند کی کنیزیں غلام اور بچے خرید رہے تھے
اچھے صحت مند غلام کی بڑھ بڑھ کر بولی دی جا رہی تھی۔ کمزور بیمار غلام

کو کوئی پوچھتا بھی نہیں تھا۔

عنبر ایک صحت مند اور خوبصورت نوجوان تھا جب اسے چوکی پر کھڑا کیا
گیا تو اس کے گرد امیر لوگ اکٹھے ہو کر بڑھ بڑھ کر بولی دینے لگے
ایک بوڑھا یہودی بڑھ کر عنبر کی بولی دے رہا تھا آخر اس نے پانچ ہزار
اشرفیوں میں عنبر کو خرید لیا عنبر نے دیکھا کہ جو لوگ غلام خرید لیتے تھے
وہ ان کے گلوں میں رسی ڈال کر انہیں جانوروں کی طرح ہانکتے ہوئے
لے جاتے تھے مگر اس بوڑھے یہودی نے عنبر کے ساتھ جانوروں ایسا
سلوک نہ کیا بلکہ اس نے عنبر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

نوجوان! اگر تم نے میرے گھر میں نیک سلوک کیا تو تمہیں وہاں اپنے
گھر کا آرام ملے گا۔ میں اپنے غلاموں کے ساتھ ہمدردی سے پیش
آتا ہوں میرے انجیر کے باغ ہیں اگر تم نے وہاں محنت سے کام کیا تو
تمہیں میرے ہاں کوئی تکلیف نہ ہوگی اگر تم نے ہڈحرامی کی تو تمہیں

کسی ظالم مالک کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے گا۔

عنبر کو اس بوڑھے مالک کی یہ صاف گوئی بڑی اچھی لگی۔ اس نے بوڑھے یہودی کو یقین دلایا کہ وہ اس کے ہاں محنت اور دیانت داری سے کام کرے گا۔ بوڑھا اسے لے کر اپنی حویلی میں آگیا وہاں سے چلتے وقت عنبر نے ڈاکوؤں سے نیلی آنکھوں والی لڑکی ایگنیس کے بارے میں پوچھا تو اسے جھڑک کر بتایا گیا کہ ایگنیس کو ان لوگوں نے حویلی میں ہی راتوں رات کسی امیر آدمی کے ہاتھوں فروخت کر دیا تھا عنبر کو اس کا بے حد دکھ ہوا خدا معلوم اب وہ کہاں اور کس حال میں ہو گی چھ سات دنوں میں عنبر کو یہ دوسرا صدمہ ہوا تھا پہلا صدمہ اسکے جگری دوست ناگ پھنی کے بچھڑ جانے کا اور دوسرا صدمہ اس معصوم لڑکی کے جدا ہونے کا۔

بوڑھے یہودی کی حویلی بہت بڑی تھی ڈیوڑھی سے آگے نکل کر ایک

بہت کشادہ صحن تھا جسمیں باغ تھا جس کے بیچ میں فوارہ چل رہا تھا ارد گرد برآمدے تھے جس کے ستون اونچے اور محراب دار تھے برآمدوں کے اندر کمرے تھے یہاں بوڑھے یہودی نے انجیر اور انگور وغیرہ کو جمع کر رکھا تھا اوپر کی منزل میں بڑے خوبصورت اور کھلے کمرے تھے جن کی کھڑکیوں اور دروازوں پر رنگ دار ریشمی پردے پڑے تھے۔ اس جگہ بوڑھے یہودی کی بیٹی اور اس کے بچے بھی رہتے تھے اس بوڑھے کی صرف ایک ہی بچی تھی جس کا نام ماریا تھا ماریا کا خاوند مر چکا تھا اور وہ اپنے باپ کی حویلی میں اپنے چار بچوں کے ساتھ رہتی تھی۔ ان کے علاوہ وہاں نوکر اور کنیزیں تھیں۔

بڈھے یہودی نے عنبر کو اپنی بیٹی ماریا سے ملایا اور کہا۔

ماریا! یہ تمہارا نیا غلام ہے اس نے وعدہ کیا ہے کہ یہ دیانت داری اور محنت سے کام کریں گا کیوں بھئی ٹھیک ہے ناں۔؟

عنبر نے کہا۔

جی ہاں حضور! بالکل ٹھیک ہے۔

ماریا تیں پینتیس سال کی ایک نیک دل عورت تھی اس نے عنبر سے پوچھا۔

تمہارا نام کیا ہے۔

بڈھے یہودی نے چونک کر کہا۔

ارے ہاں! میں نے تم سے تمہارا نام تو پوچھا ہی نہیں کیا نام ہے تمہارا۔

عنبر۔

ایں۔ یہ کیا نام ہوا۔

حضور! یہ قدیم مصری نام ہے۔

ماریا نے پوچھا۔

کیا تمہارے خاندان کا تعلق قدیم مصر خاندان سے ہے۔

عنبر نے کہا۔

جی ہاں بیگم صاحبہ! میرے پڑداداؤں کے نگڑدادا مصری شاہی خاندان کے غلام تھے۔

بوڑھا خوشی سے اچھل پڑا۔ اور بولا۔

بھئی واہ تم تو خاندانی غلام ہوئے بھئی ہم تو بڑے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں مصر کے شاہی غلام خاندان کا نوجوان مل گیا مگر میری شرط وہی ہے کہ اگر تم نے محنت سے کام نہ کیا تو میں تمہیں کسی سنگدل ظالم مالک کے ہاتھوں فروخت کردوں گا۔

عنبر نے جھک کر کہا۔

جناب آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا بڈھا یہودی بولا۔

شاباش! اب چلو میرے ساتھ انجیر کے باغوں میں چل کر کام شروع

کردو، وقت کی بہت قدر کرتا ہوں میں کبھی وقت ضائع نہیں کیا کرتا
اسی روز عنبر کو انجیر کے باغوں میں کام پر لگا دیا گیا۔
کام بے حد تھکا دینے والا تھا مگر عنبر نے ذرا سی بھی شکایت نہ کی وہ صبح
سے لے کر سورج غروب ہونے تک باغ میں انجیروں کو توڑ توڑ کر
لکڑی کے ڈرموں میں جمع کرتا گلے سڑے پتوں کو درختوں پر سے
جھاڑتا زمین پر پھاوڑا اچلا کر اسے ہموار اور نرم کرتا جہاں پانی دینا ہوتا
وہاں پانی لا کر دیتا رات کو وہ تھک کر چور ہو جاتا اور زمین پر لیٹتے ہی سو
جاتا اسے باغ میں سونے کو جگہ مل گئی تھی زمین پر گھاس بچھا دی گئی تھی
جہاں وہ دوسرے غلاموں کے ساتھ سو جاتا۔
اب ذرا اس نیلی آنکھوں والی لڑکی ایگنیں کا حال بھی سنیئے۔
اس معصوم لڑکی کے ساتھ یہ ہوا کہ جس رات ڈاکو حویلی میں ٹھہرے
ایک امیر آدمی آ گیا اور ڈاکوؤں نے ایگنیں کو اس کے ہاتھوں پندرہ

ہزار اشرفیوں میں فروخت کر دیا یہ شخص شہر سدوم کا ایک بہت بڑا ٹھیکیدار تھا، اس کا کام یہ تھا کہ پھلوں کے باغوں کے سارے
موسمی پھل ٹھیکے پر خرید لیتا اور پھر ان کا شربت بنا کر شاہی محل میں
سپلائی کرتا یہ ایک ظالم اور پتھر دل شخص تھا جو اپنے غلاموں اور کنیزوں
پر بڑا ظلم کرتا تھا وہ غلاموں کو دھوپ میں الٹا الٹا کر ان کے اوپر گرم گرم
پتھر کی سلیں رکھ دیتا اور کنیزوں کو کسی خطا پر اس طرح سزا دیتا کہ ان پر
بھوکے کتے چھوڑ دیتا اس آدمی کے کوئی بیوی بچے نہ تھے اس کی حویلی
میں سوائے غلاموں اور کنیزوں کے اور کوئی نہ تھا وہ ان کے ساتھ
جانوروں سے بھی برا سلوک کرتا تھا اس نے ایگنیں کو بھی اپنے سب
سے بری کنیز ولائیلہ کے حوالے کر دیا ولائیلہ ایک سنگدل عورت تھی جو
اس سے پہلے دس کنیزوں کو اپنے ہاتھوں کوڑے مار مار کر ہلاک کر چکی
تھی اس نے ایگنیں کو غور سے دیکھا اور کڑک کر پوچھا۔

کیا نام ہے تمہارا۔

ایگنیس۔ بیگم صاحب۔

بکواس بند کرو۔ یہ کوئی نام ہے۔

میرے ماں باپ نے میرا یہی نام رکھا ہے بکواس بند کرو، آگے سے
بولتی ہے۔

اور سنگدل عورت نے ایگنیس کو مارنا شروع کر دیا وہ پہلے ہی روز اس پر
اپنا رعب جمانا چاہتی تھی ایگنیس بے چاری معصوم لڑکی تھی اور بڑے
لاڈ پیار سے پلی تھی وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی دلائلہ نے اسے اٹھوا کر
صحن کے ایک طرف انگور کی جھاڑیوں میں پھینکوا دیا جب ایگنیس کو
ہوش آیا تو بے چاری کا سارا بدن دکھ رہا تھا اتنے میں ایک دو غلام
آئے اور اسے لکڑی کے لٹھ کی طرح اٹھ کر کندھے پر ڈال کر دلائیلہ
کے پاس لے گئے۔

دلائیلہ ایک شاندار کرسی پر بیٹھی انجیر کا مربہ کھا رہی تھی اس نے
غلاموں کو حکم دیا کہ ایگنیس کے سر کے بال مونڈ ڈالیں ایگنیس کے بال
بڑے ہی پیارے پیارے تھے اس بے چاری نے بہت شور مچایا کہ مگر
غلاموں نے اسے اپنے شکنجے میں جکڑ لیا اور اس کے سنہری بال
سارے کے سارے مونڈ ڈالے ایگنیس رونے لگی اس پر دلائیلہ نے
اٹھ کر اس قدر زور سے اسے طمانچہ مارا کہ اس کے ہونٹ پھٹ گئے
اور خون بہنے لگا۔

اس بدبخت کو لے جا کر تہہ خانے میں بند کر دو، غلاموں نے اسے
بوری کی طرح اٹھا کر کندھے پر رکھا اور حویلی کے ایک زمین دوز تہہ
خانے میں لے جا کر پھینک دیا ایگنیس کو ہوش آیا تو وہ ایک اندھیری
کوٹھڑی میں بند تھی جہاں کسی طرف سے بھی روشنی کی ہلکی سی کرن بھی
نہیں آرہی تھی اور زمین پر گیلی گھاس بچھی ہوئی تھی اور جھینگر بول رہے

تھے وہ ڈر گئی اس نے دونوں ہاتھوں میں اپنا منہ چھپا لیا اور سسکیاں بھر بھر کر رونے لگی اسے اپنا پیارا پیارا گھر یاد آرہا تھا جہاں وہ کچھ روز پہلے بڑی خوشی خوشی زندگی بسر کر رہی تھی کہ ظالم ڈاکوؤں نے اس کے گھر ڈاکہ ڈالا اسکے بھائیوں کو ہلاک کر دیا باپ کو زخمی کر دیا اور اسے اغوا کر کے لے گئے ایگنیں روئے جا رہی تھی مگر اس پتھر دل چار دیواری میں اس بھولی بھالی مصیبت زدہ لڑکی کی فریاد سننے والا کوئی نہ تھا اسے اپنے ایک ہی ہمدرد عنبر پر امید تھی مگر وہ بھی اس سے جدا کر دیا گیا تھا۔

اسے کوئی خبر نہ تھی کہ بے چارہ عنبر کس حال میں ہے۔

سلیمانی انگوٹھی

غلام ایک دوسرے کے ساتھ بڑی سنگدلی کا سلوک کرتے۔

انہیں جانوروں کی طرح رکھا گیا تھا اور وہ ایک دوسرے سے بھی جانوروں کی طرح سلوک کرتے تھے عنبر چونکہ ان میں ایک نیا غلام تھا اس لئے سارے غلام نہ صرف یہ کہ اسکا مذاق اڑاتے بلکہ اس سے ہاتھا پائی بھی شروع کر دیتے عنبر کے پاس دو انتہائی قیمتی چیزیں اب بھی موجود تھیں ان میں سے ایک تو تبت کے راجہ کا دیا ہوا قیمتی ہیرا تھا اور دوسری وہ انگوٹھی تھی جو اسے کنیز کارمیلا کی روح نے تحفے کے طور پر دی تھی یہ دونوں چیزیں عنبر بڑی سنبھال سنبھال کر رکھتا تھا اس نے ان کی ہوا بھی کسی کو نہیں دی تھی کپڑے کے ایک رومال میں لپیٹ کر اس

نے ان چیزوں کو اپنی کمر کے ساتھ باندھ رکھا تھا۔

قمیض کے اندر ہونے کی وجہ سے کسی کو خبر نہ تھی کہ عنبر اپنے ساتھ لاکھوں اشرفیوں کی قیمت کا ایک ہیرا اور انگوٹھی لئے ہوئے ہے ایک روز عنبر دوسرے غلاموں کے ساتھ باغ میں چشمے پر نہا رہا تھا کہ ایک غلام کی نظر اس کی کمر کے گرد لپٹے ہوئے کپڑے پر پڑ گئی اس نے عنبر کی گردن دبوچ کر پوچھا۔

بول یہ کیا ہے؟ اسے ابھی اتار دے ورنہ تیری گردن توڑ دوں گا۔

دوسرے غلام بھی اس کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے عنبر کو مجبور کر دیا کہ وہ کپڑا کھول کر دکھائے اس کے اندر کیا ہے پہلے تو عنبر انکار کرتا رہا مگر جب غلاموں نے اسے مارنا شروع کر دیا تو عنبر نے رومال کھول کر ہیرا اور انگوٹھی انہیں دکھا دی دونوں چیزوں کو دیکھ کر غلاموں کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

یہ تو بڑی قیمتی چیزیں ہیں ایک غلام نے حیرت سے کہا۔

دوسرے غلام نے جھپٹا مار کر دونوں چیزیں عنبر سے چھین لیں عنبر کے ساتھ لڑائی کرنے لگا۔ مگر وہ غلام تعداد میں زیادہ تھے انہوں نے عنبر کو رسیوں میں جکڑ کر قریب کے اندھے کنوئیں میں پھینک دیا اس کنوئیں میں پانی تو نہیں تھا مگر یہ کانٹے دار جھاڑیوں سے بھرا ہوا تھا عنبر پریشان ہو گیا اب وہ سوچنے لگا کہ اس نے خواہ مخواہ یہ مصیبت کی زندگی............مول لے لی اسے کیا پڑی تھی تجربے کرنے کی۔

مگر اب وہ پھنس گیا تھا اور انگوٹھی بھی اس کے پاس نہیں تھی جس کی مدد سے وہ اس اندھے کنوئیں سے باہر نکل سکتا تھا لاچار ہو کر وہ کنوئیں میں پڑا رہا شام ہو گئی اور کسی نے اس کی خبر نہ لی غلاموں نے یہودی مالک سے کہہ دیا کہ عنبر بھاگ گیا ہے یہودی مالک کو یقین نہ آیا کہ کیونکہ اس نے عنبر کو کبھی کوئی تکلیف نہ دی تھی اور عنبر نے بھی کبھی کسی

قسم کی شکایت نہ کی تھی ماریا بھی سوچ میں پڑ گئی کہ یہ غلام کہاں چلا گیا۔

عنبر ساری رات اندھیرے کنوئیں میں پڑا رہا دوسرے دن اس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ شاید اس کی چیخ وپکار سن کر ہی مالک اسے کنوئیں سے باہر نکال لے لیکن اسکا نتیجہ الٹ ہوا غلاموں نے ہیرا اور انگوٹھی آپس میں تقسیم کر لی تھی انہوں نے سوچا کہ اس طرح اگر عنبر کنوئیں میں شور مچاتا رہا تو مالک کو خبر ہو جائے گی وہ اسے باہر نکال لے گا اور عنبر سارا قصہ اسے سنا دے گا جس کے جواب میں مالک غلاموں سے ہیرا اور انگوٹھی بھی چھین لے گا اور سزا الگ دے گا۔

انہوں نے آپس میں فیصلہ کیا کہ عنبر کو اندھیرے کنوئیں میں سے نکال کر قتل کر دیا جائے چنانچہ وہ رات کا انتظار کرنے لگے شام تک عنبر کنوئیں کے اندر شور مچاتا رہا جب کسی نے اسکی آواز نہ سنی تو کوئی اس

اس کی مدد کو نہ آیا تو وہ خاموش ہو گیا ہر طرف خاموشی چھا جانے کے بعد ساتوں غلام عنبر کو ہلاک کرنے کی نیت سے کنوئیں کے قریب آئے اور انہوں نے عنبر کو آواز دی۔

عنبر! ہماری بات غور سے سنو۔! کیا تم سن رہے ہو۔؟ عنبر نے کنوئیں میں سے جواب دیا۔

ہاں سن رہا ہوں۔

غلام بولا۔

ہم ایک صورت میں تمہاری جان بخشی کر سکتے ہیں کہ تم یہاں سے نکل کر کسی دوسرے ملک میں چلے جاؤ کیا تم اس پر تیار ہو؟ اگر تم تیار ہو تو ہم ابھی تمہیں اندھے کنوئیں سے نکال باہر کریں گے عنبر نے پوچھا۔

کیا میری انگوٹھی تم مجھے واپس کر دو گے؟ ہیرا بے شک اپنے پاس رکھو کیونکہ انگوٹھی میری مرحوم ماں کی نشانی ہے۔

غلام نے کہا۔

ہم تمہاری یہ خواہش بھی پوری کر دیں گے۔

عنبر نے کہا۔

پھر مجھے تمہاری یہ شرط منظور ہے میں اس شہر کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔

غلام بڑے خوش ہوئے کہ عنبر بغیر لڑائی جھگڑا کئے اور شور مچائے کوئیں سے باہر نکل کر انکے ساتھ چل پڑے گا۔ ان کی سازش یہ تھی کہ باغ والی کوٹھڑی میں عنبر کو لے جا کر اسے کلہاڑے مار کر قتل کر دیا جائے اور اس کی لاش کے ٹکڑے باغ میں دفن کر دیئے جائیں۔

انہوں نے عنبر کو رسی ڈال کر کنوئیں سے باہر نکالا اور یہ کہہ کر کوٹھڑی کی طرف لے گئے کہ اس کی انگوٹھی اندر دفن کی ہوئی ہے کوٹھڑی کے اندر آتے ہی غلاموں نے عنبر کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اسے پتھر کے

ستون کے ساتھ باندھ دیا عنبر اب اس قابل بھی نہیں تھا کہ وہ آواز ہی نکال سکے۔

غلاموں نے کوٹھڑی کا دروازہ بند کر کے اندر موم بتی کی دھیمی سی روشنی کر دی، دو غلام کلہاڑے لے کر عنبر کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے وہ اپنے سردار غلام کے حکم کا انتظار کر رہے تھے عنبر نے محسوس کیا کہ غلام خود اپنے جال میں پھنس رہے ہیں وہ خاموش ہو کر سب کچھ دیکھ رہا تھا سردار غلام نے کہا۔

عنبر تمہارا ہیرا اور انگوٹھی اس قدر قیمتی ہیں کہ ہم تمہیں مجبوراً قتل کر رہے ہیں بس اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ تا کہ تمہیں موت کی زیادہ تکلیف نہ ہو۔

اس کے ساتھ ہی سردار غلام نے دونوں غلاموں کو اشارہ کر دیا سردار کا اشارہ پاتے ہی دونوں غلاموں نے بیک وقت عنبر کی گردن پر

کلہاڑوں کا وار کیا کلہاڑیاں جب عنبر کی گردن پر پڑیں تو ایسی آوازیں آئیں جیسے وہ پتھروں پر لگی ہوں اور ان کے ساتھ ہی کلہاڑیوں کے پھل دو ٹکڑے ہو کر پرے جا پڑے۔ غلام اور سردار نے حیرانی سے عنبر کی گردن کو دیکھا وہاں ایک خراش تک نہ آئی تھی اس نے زمین پر سے کلہاڑیوں کے پھل کے ٹکڑے اٹھا کر بھی غور سے دیکھے۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ہو گیا۔

سردار نے غلاموں کو حکم دیا کہ عنبر کو کلہاڑوں کی جگہ خنجروں سے ہلاک کیا جائے غلاموں نے خنجر نکال لئے اور عنبر کی طرف دوڑے دونوں غلاموں نے ایک ہی وقت میں عنبر کے سینے میں خنجر اتار دیئے اس دفعہ بھی وہی ہوا جو ہونا تھا۔

خنجر عنبر کے سینے میں اترے ہوئے ہیں اور وہ بڑے سکون کے ساتھ مسکرا رہا تھا اور غلاموں کی طرف دیکھ رہا ہے۔

اس نے کہا۔

تم اگر ساری عمر بھی میرے سینے پر خنجروں سے وار کرتے رہو تو تم بوڑھے ہو کر مر جاؤ گے میں نہیں مر سکوں گا یہ ایک ایسی طاقت میرے پاس ہے کہ میں تمہیں بتانا نہیں چاہتا تھا مگر تم نے خود ہی راز پر سے پردہ ہٹا دیا۔

غلاموں نے دیکھا کہ عنبر کا کہنا بالکل سچ تھا خنجر جہاں جہاں لگے تھے وہاں سے ایک قطرہ خون کا بھی نہیں بہا تھا اور زخم خود بخود آپس میں مل رہے تھے جیسے عنبر کا جسم ربڑ کا ہو سردار نے آگے بڑھ کر عنبر کے آگے ہاتھ جوڑے اور دوزانو بیٹھ کر بولا۔

مجھے معاف کر دو عنبر۔ تم دیوتاؤں کے دیوتا ہو عنبر۔ مجھ سے بھول ہوگئی

سردار اور غلاموں نے فوراً عنبر کی رسیاں کھول دیں اور قیمتی ہیرا اور انگوٹھی دونوں چیزیں واپس کر دیں عنبر نے فوراً انہیں کپڑے میں

لپیٹ کر اپنے جسم کے گرد باندھ لیا اور کہا۔

ایک بات کا مجھ سے وعدہ کرو کہ تم لوگ اس کے بارے میں مالک یا اس کی بیٹی سے کوئی بات نہیں کرو گے۔

سب غلاموں نے کہا۔

ہم کسی سے کوئی بات نہیں کریں گے۔

عنبر نے کہا۔

یاد رکھو! اگر کسی نے اس واقعے کے بارے میں مالک یا اس کی بیٹی کو کچھ بتایا تو میں اسے اپنی طاقت سے اسی وقت سزا دوں گا۔

غلام ڈر گئے اور انہوں نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

اب تم ہی ہمارے مالک ہو، ہم کسی سے کوئی بات نہیں کریں گے۔

عنبر غلاموں کی طرف سے مطمئن ہو گیا اب اس کی سب سے بڑی پریشانی تھی کہ کسی طرح اپنے پرانے دوست ناگ پھنی اور نیلی

آنکھوں والی لڑکی کا سراغ لگایا جائے پہلے وہ روزانہ صبح سے شام تک
کام کرتا تھا لیکن اب سارے غلام اس سے ڈرنے لگے تھے چنانچہ وہ
اپنا کام بھی ان سے لیتا خود بڑے مزے سے انجیر کے درخت تلے
لکڑی کے تخت پوش پر لیٹا غور کرتا رہتا کہ شام کو اپنے حصے کا کیا ہوا
کام لے جا کر مالک کو دکھا دیتا مالک اس پر بڑا خوش تھا عنبر کی نیکی اور
اچھی گفتگو سے ماریا بھی بڑی متاثر ہوئی تھی انہوں نے عنبر کو باغ سے
ہٹا کر اپنی حویلی میں بلا لیا۔

اب اس کا کام حویلی میں کام کی نگرانی کرنا تھا اس کو اب اتنی فرصت
بھی مل جاتی کہ وہ شہر میں چل پھر کر سیر کر لیتا وہ ہر روز شہر کی کارواں
سراؤں میں جاتا اور جا کر لوگوں کو غور سے دیکھتا کہ کہیں اس کا دوست
تو شہر میں نہیں آ گیا اسی طرح وہ ایگنیس کے بارے میں بھی عورتوں
سے پوچھ گچھ کرتا رہا مگر اسے کامیابی نصیب نہ ہوئی کرنا خدا کا کیا ہوا

کہ ایک روز وہ سدوم شہر کی بڑی منڈی میں ماریا کے لئے گرم
مصالحے خریدنے آیا ہوا تھا کہ اس کی نظر ایک پالکی پر پڑی جس پر
ریشمی پردے گرے تھے اور جسے چار عورتوں نے اٹھا رکھا تھا عنبر نے
غور سے دیکھا تو خوشی سے پاگل ہو گیا، ان چار عورتوں میں سے ایک
عورت نیلی آنکھوں والی ایگنیس تھی وہ لپک کر ایگنیس کے پاس آیا اور
بولا۔

ایگنیس تم کہاں؟

ایگنیس نے بھی عنبر کو پہچان لیا۔ وہ بھی اس سے باتیں کرنے لگی اتنے
میں غلاموں نے دیکھ لیا انہوں نے ہنٹر مار کر عنبر کو وہاں سے بھگا دیا،
عنبر پرے ہٹ کر کھڑا ہو گیا پالکی ایک طرف رکھ دی گئی اس میں وہی
سنگدل عورت دلائیلہ سوار تھی ریشمی کپڑے خریدنے کے بعد دلائیلہ
پالکی میں سوار واپس چل پڑی۔

عنبر نے اس کا تعاقب شروع کر دیا پالکی ٹھیکیدار کی حویلی میں داخل ہو گئی عنبر بھی اس کے پیچھے پیچھے داخل ہو گیا اب اس نے اپنی طاقت آزمانے کا فیصلہ کر لیا تھا اپنے لئے نہیں لیکن ایک معصوم اور بے گناہ لڑکی کے لئے وہ اپنی طاقت ضرور آزمانا چاہتا تھا حویلی میں داخل ہوتے ہی غلاموں نے اسے گرفتار کر لیا اور مارتے مارتے دلائیلہ کے پاس لے گئے دلائیلہ نے کڑک کر کہا۔

او کمینے غلام تیری اتنی جرات ہو گئی کہ تو ہماری حویلی کے اندر اجازت کے بغیر داخل ہو جائے؟ بتا تو ادھر کیا کرنے آیا تھا؟

عنبر نے اسے بتایا کہ وہ اپنی بہن انگینیں کے لئے آیا ہے اور اسے رہا کرا کر اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہے یہ سن کر تو دلائیلہ کا پارہ ایک دم بڑھ گیا اس نے غلاموں کو حکم دیا کہ اس بدزبان اور گستاخ غلام کی گردن اتار دی جائے۔

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

کمینی عورت تو میری گردن کیا اتارے گی اپنے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔

یہ جملہ ایک بم کی طرح پھٹا انگینیں نے بھی سر پکڑ لیا وہ سمجھ گئی کہ اب ان دونوں کی خیر نہیں ہے دلائیلہ نے گالی سنی تو اس کا رنگ پہلے سرخ اور پھر سیاہ ہو گیا وہ غصے میں کانپنے لگی اس نے تلوار غلام کے ہاتھ سے چھین کر عنبر پر حملہ کر دیا تلوار کا وار عنبر کے بازو پر پڑا اور تلوار جیسے پتھر سے ٹکرا کر ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی دلائیلہ کبھی تلوار کے ٹکڑوں کو اور کبھی عنبر کے بازو کی طرف دیکھتی اس نے دوسری تلوار لے کر دوسری بار عنبر کی گردن پر زور سے وار کیا اس دفعہ بھی وہی ہوا تلوار جیسے پتھر سے ٹکرائی چھن کی آواز پیدا ہوئی اور تلوار کے دو ٹکڑے ہو گئے اب تو دلائیلہ پریشان ہو گئی عنبر نے ہنس کر کہا۔

مکار ظالم عورت! اب میرا وار سہنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

غلاموں نے عنبر کو چاروں طرف سے پکڑ کر رسیوں میں جکڑ دیا اب طاقت آزمانے کا وقت آ گیا تھا عنبر نے کپڑوں کے اندر ہی اندر اپنی انگوٹھی کو ہاتھ لگایا اور پھر رسیوں کو چھوا اور وہ اپنے آپ کھل کر فرش پر گر پڑیں عنبر نے تلوار اٹھا کر دلائیلہ کی گردن پر رکھ دی اور کہا۔

بول ان غلاموں کو آزاد کرتی ہے یا تلوار سے اپنی گردن کٹوانا چاہتی ہے۔

دلائیلہ نے کانپتے ہوئے کہا۔

یہ میرے آقا کے غلام ہیں۔ میں خود غلام کنیز ہوں۔

مگر تو ان پر ظلم کرتی رہی ہے مجھے معاف کر دو۔

اس دوران میں دو غلاموں نے تلواریں کھینچ لیں اور عنبر پر ٹوٹ پڑے بے وقوفوں کو یہ خیال بھی نہ رہا کہ عنبر ان کو آزاد کرانے کے لئے وہاں

آیا ہے لیکن اپنے ظالم مالک کے ساتھ ان کو ایسی محبت تھی کہ عنبر پر ہی حملہ کر دیا مگر عنبر اس وقت اپنی پوری طاقت میں تھا غلاموں نے تلواروں سے وار کیے تو عنبر نے انہیں اپنی تلوار پر روک لیا اور دوسرا وار کیا تو دونوں غلام زمین پر تڑپ رہے تھے باقی غلام ہاتھ باندھ کر عنبر کے سامنے کھڑے تھے۔

ہمیں معاف کر دو مقدس انسان ہمیں معاف کر دو۔

عنبر نے انہیں تو کچھ نہ کہا اس نے دلائیلہ کے سر کے سارے بال مونڈ کر رکھ دیئے اور گال پر تلوار کا ایک لمبا زخم کر دیا۔

یہ اس لئے لگا رہا ہوں کہ تمہیں احساس ہو کہ جب تم غریبوں کو مارتی تھیں تو ان پر کیا گزرتی تھی آؤ انگینیں بہن میرے ساتھ آؤ۔

عنبر نے انگینیں کو ساتھ لیا اور ٹھیکے دار کی حویلی سے باہر کی طرف چل پڑا۔ سامنے سے ٹھیکے دار مالک چلا آ رہا تھا اس نے دیکھا کہ ایک

غلام قسم کا نوجوان اس کی سب سے مہنگی کنیز کو لئے جا رہا ہے اس نے
عنبر کو وہیں روک لیا اور پوچھا۔

تم کون ہو اور میری کنیز کو کہاں لے جا رہے ہو؟ عنبر نے کہا وہ اسے
آزاد کروا کر اپنے ساتھ لئے جا رہا ہے۔

ٹھیکے دار مالک نے تلوار کھینچ لی۔

تم میری لاش پر سے گزر کر اسے لے جاؤ گے۔ عنبر نے بھی تلوار نکال
لی اور کہا۔

پھر ٹھیک ہے تمہاری لاش پر سے گزر کر ہی اسے لے جاؤں گا۔

دونوں کی باقاعدہ حویلی کے اندر لڑائی شروع ہو گئی تھوڑی دیر کی لڑائی
کے بعد ہی عنبر نے ٹھیکے دار کو ایک بھرپور تلوار کا ہاتھ مارا اور وہ شدید
زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا اور تڑپنے لگا۔ عنبر نے کہا۔

کیا اب بھی تم میرے راستے میں رکاوٹ بنو گے۔

مالک بے ہوش ہو چکا تھا عنبر نے ایگنیس کو ساتھ لیا اور حویلی سے نکل کر
شہر کی مختلف گلیوں میں سے ہوتا ہوا اپنے یہودی مالک کی حویلی میں آ
گیا۔ ماریا کو اس نے بتایا کہ ایگنیس اس کی بہن ہے اور اسے وہ آزاد
کروا کر لا رہا ہے۔ ماریا نے حیرانی سے پوچھا۔

کیا تمہارے پاس اتنی رقم تھی کہ تم اپنی بہن کو آزاد کروا سکو۔

عنبر نے کہا۔

میرے پاس رقم نہیں تھی لیکن طاقت بہت تھی میری طاقت کے آگے
وہ نہ ٹھہر سکے اور میں اپنی بہن کو وہاں سے نکال لایا۔

ماریا نے ایگنیس کو بھی اپنے ہاں رکھ لیا وہ اس سے صرف اتنا کام لیتی
کہ صبح کو اس کے بچوں کو باغ میں سیر کرانے جاتی۔

عنبر نے بے فکر ہو کر اب اپنی توجہ اپنے جگری دوست ٹاگ پھنی کی
تلاش کی طرف کر دی۔

ناگ کا انتقام

ناگ پھنی سانپ کے روپ میں مرتبان میں بند پڑا تھا۔
اس پر پجاری کی چھڑکی ہوئی دوائی نے بے ہوشی طاری کر رکھی تھی اور
مرتبان زمین کے اندر دفن تھا مندر کا پجاری ناگ پھنی کی طرف سے
مطمئن ہو کر مندر میں اپنا حکم چلا رہا تھا وہ اپنی طرف سے ناگ پھنی کو
اپنی کوٹھڑی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر بیٹھا تھا اور اگر اتفاق سے
ایک رات مندر کے اندر ڈاکو داخل نہ ہوتے تو ناگ پھنی واقعی ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے زمین کے اندر دفن ہو چکا تھا وہی ڈاکو جنہوں نے عنبر
اور ایگنیں کو اغوا کرنے کے بعد سدوم کی منڈی میں لے جا کر فروخت

کر دیا تھا مندر میں ڈاکہ ڈالنے کے لئے ایک رات داخل ہوئے۔
انہیں خبر ملی تھی کہ ناگن دیوی کے مندر کے اندر لاکھوں اشرفیوں کا سونا
چاندی اور ہیرے جواہرات ہیں جو اس کے بڑے پجاری نے خفیہ
جگہ پر چھپا رکھے ہیں چنانچہ انہوں نے مندر پر ڈاکہ ڈالنے کا پروگرام
بنایا اور ایک رات جب کہ سارے پجاری مندر میں ناگن دیوی کی
پوجا میں لگے ہوئے تھے ڈاکو مندر کی پچھلی دیوار پھاند کر اندر داخل ہو
گئے وہ بڑی خاموشی سے مندر کے ایک پچھلے کمرے میں آ گئے یہاں
ایک جگہ زمین کھود کر انہیں کچھ ہیرے اور جواہرات ملے مگر انہیں شک
ہوا کہ اصل خزانہ بڑے پجاری نے ضرور اپنی کوٹھڑی میں چھپا رکھا ہو
گا چنانچہ سردار اپنے ساتھیوں کو لے کر بڑے پجاری کی کوٹھڑی کا
دروازہ توڑ کر اندر آ گیا کوٹھڑی خالی پڑی تھی پجاری دیوی کی پوجا پاٹھ
میں لگا ہوا تھا ڈاکوؤں نے ساری چیزوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا مگر

انہیں کسی جگہ بھی کوئی دولت ہاتھ نہ لگی۔ اچانک انہیں ایک جگہ سے زمین ابھری ہوئی نظر آئی سردار نے حکم دیا کہ یہاں سے زمین کھودی جائے ڈاکوؤں نے زمین کھودنی شروع کردی کافی زمین کھودنے کے بعد انہیں ایک مرتبان دکھائی دیا جس کا منہ بند تھا ٹھیک اس وقت جب ڈاکو مرتبان نکال رہے تھے باہر لوگوں کے چلنے پھرنے کی آواز سنائی دی سردار نے اشارہ کیا اور جلدی میں مرتبان کو اٹھا کر باہر نکل آئے۔

مندر سے باہر آکر انہوں نے رات کے اندھیرے میں مرتبان کو کھولنے کی ضرورت محسوس نہ کی اور گھوڑوں پر سوار ہو کر پہاڑیوں میں اس جگہ پہنچ گئے جہاں ان کا غار تھا، ان کا خیال تھا کہ اس مرتبان میں سونا اور جواہرات ہوں گے ڈاکوؤں کے سردار نے غار میں آتے ہی حکم دیا کہ مرتبان اس کے سامنے کھولا جائے فوراً مرتبان لاکر سردار

کے سامنے رکھ دیا گیا ایک ڈاکو نے خنجر سے اس کے منہ سے کپڑا اکھاڑا اور اس کے اندر جھانک کر دیکھا اسے اندر کچھ بھی نظر نہ آیا۔ سردار نے کہا۔

اسے الٹ دو جو کچھ ہوگا باہر آجائے گا۔ ڈاکو نے مرتبان الٹ دیا مرتبان کا الٹا جانا تھا کہ بے ہوش ناگ پھنی سانپ مرتبان سے نکل کر زمین پر گر پڑا۔ سردار کو بے حد غصہ آیا کہ اتنی محنت سے اس نے زمین کھودی اور اس میں سے مرا ہوا سانپ نکلا۔ اس نے غصے میں سانپ کو اٹھا کر غار میں دور پھینک دیا اور گرج کر بولا۔

ابھی جا کر پجاری کو پکڑ کر یہاں لاؤ میں اپنے ہاتھ سے اس کی کھال کھینچنا چاہتا ہوں۔

چار خونخوار ڈاکو اسی وقت اٹھ کر مندر کی طرف دوڑ پڑے کسی کو اغوا کرنا یا قتل کر دینا ان کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا مندر میں ناگن دیوی

کی پوجا کے بعد مکار پجاری ابھی ابھی اپنی کوٹھڑی میں آیا تھا۔
اور کپڑے بدل کر سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک چاروں ڈاکو
دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے اور پجاری کی چیخ نکلنے سے پہلے ہی
انہوں نے اس کے سر پر اس قدر زور سے ہنٹر مارا کہ بے ہوش ہو کر گر
پڑا۔انہوں نے اسے اٹھا کر گھوڑے پر ڈالا اور لے کر سردار کے پاس
غار میں آ گئے صبح تک مکار پجاری بے ہوش پڑا رہا۔
دوپہر کے وقت اسے ہوش آیا تو ڈاکوؤں کے سردار نے خنجر کی نوک
اس کے سینے پر رکھ کر کہا۔
کمینے !اتنا مندر کا سونا چاندی اور جواہرات کہاں ہیں۔؟
پجاری نے کانپتے ہوئے کہا۔
حضور سارے جواہرات اور سونا ناگن دیوی کے اندر ہے۔
پجاری کو معلوم تھا کہ کوئی بھی ڈاکو خواہ وہ کس قدر پر

سخت دل کیوں نہ ہو ناگن دیوی کا بت توڑ کر خزانہ چرانے کی جرائت
کبھی نہیں کر سکتا سردار نے اس کے سر پر گھونسہ مار کر کہا۔
بدبخت اگر یہ بات تھی تو تو نے اپنی کوٹھڑی میں مرتبان کس لئے دفن کیا
تھا۔
بڑے پجاری نے چونک کر پوچھا۔
کیا تم لوگ وہ مرتبان نکال لائے ہو۔؟
ہاں ہم نے وہ مرتبان کھود کر نکالا اور جب کھولا تو اس میں سوائے
مرے ہوئے سانپ کے اور کچھ بھی نہیں تھا کمینے تو نے مرا ہوا سانپ
اس میں کیوں ڈال رکھا تھا۔؟
مکار پجاری کو تو پسینہ آ گیا،اب اسے اپنی پڑ گئی تھی اس نے پوچھا۔
خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ وہ مرا ہوا سانپ کہاں ہے۔
سردار نے مکار پجاری کے سر پر جوتا مار کر کہا بکواس بند کرو سانپ کے

بچے! یہ بتاؤ کہ دولت مندر میں کہاں چھپا رکھی ہے۔؟

پجاری نے گڑگڑا کر کہا۔

ناگن دیوی کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ ساری دولت ناگن دیوی کے

بت کے اندر چھپی ہوئی ہے۔

سردار نے پوچھا۔

کیا تمہاری کوٹھڑی میں سوائے اس ذلیل مرتبان کے اور کچھ نہیں تھا۔

حضور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری کوٹھڑی میں کچھ بھی نہیں چھپا ہوا

بس یہی ایک مرتبان تھا جس میں سانپ رکھا تھا۔

سردار نے غضب ناک ہو کر کہا۔

اس موٹے پجاری کو پہاڑ کے اوپر سے دریا میں گرا دو

پجاری رونے لگا اور ہاتھ جوڑ کر بولا۔

میرے حال پر رحم کرو میری جان بخشی کر دو۔ میں بے قصور ہوں۔

میرے پاس جو کچھ ہے لے لو میری جان بخش دو۔

پھر تم ناگن دیوی کا سارا خزانہ لا کر ہمیں دے دو ہم تمہیں نہیں ماریں

گے۔

پجاری نے گڑگڑا کر کہا۔

حضور۔ ناگن دیوی مجھے ہلاک کر دے گی۔

تو ہلاک تو ہم بھی تمہیں کر دیں گے اب تم پسند کر لو کہ ہمارے ہاتھوں

مرو گے یا ناگن دیوی کے ہاتھوں۔

مجھ پر رحم کرو مجھ پر رحم کرو۔

سردار نے حکم دیا کہ پجاری کی جب تک ہوش ٹھکانے نہیں آ جاتے

اسے غار کے ایک اندھیرے تہہ خانے میں قید کر دیا جائے ڈاکو

پجاری کو اٹھا کر تہہ خانے میں لے کر چلے گئے۔

سانپ کو ڈاکوؤں کے سردار نے ہاتھ سے جھٹک کر غار کے جس

علاقے میں پھینک دیا تھا وہاں زمین میں گندھک بہت تھی اس نے
سانپ کو مردہ سمجھا تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ ناگ بے ہوش تھا پجاری
نے جس دوائی کو سانپ پر چھڑک کر بے ہوش کیا تھا اس کا توڑ ہی
گندھک تھی یعنی اگر سانپ کو کسی طرح گندھک سونگھا دی جاتی تو وہ
ہوش میں آ جاتا۔ اب وہ اتفاق سے گرا ہی گندھک کے ڈھیلوں پر تھا
اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سانپ کے نتھنوں میں گندھک کی گیس گھسنے لگی اس
کی وجہ سے اسے ہوش آنا شروع ہو گیا مگر اسے ہوش بڑی آہستہ آہستہ
آ رہا تھا جس وقت ڈاکوؤں نے مکار پجاری کو تہہ خانے میں لے جا
کر پھینکا اس وقت سانپ کو پوری طرح ہوش آ چکا تھا اب اس نے
اپنے دماغ پر زور دے کر سوچنا شروع کر دیا کہ اسکے ساتھ کیا واقعہ ہوا
تھا اسے سب کچھ یاد آ گیا کہ وہ کس طرح مندر کی کوٹھڑی میں اپنے
دوست کے پاس سو رہا تھا کہ مندر کا بڑا پجاری اندر داخل ہوا اور اس

نے اس پر سانپ کی جون میں آتے ہی بے ہوشی کی دوا چھڑک دی۔
سانپ یعنی ناگ پھنی کو حیرانی اس بات پر ہوئی کہ اس غار میں اسے
اسی پجاری کی بو آ رہی تھی اس کا دل انتقام سے پھڑکنے لگا وہ مکار
پجاری کی بو پر رینگنے لگا اس وقت ڈاکو غار کے ایک کونے میں بیٹھے
دولت آپس میں تقسیم کر رہے تھے سانپ ہولے ہولے رینگتا پجاری
کی بو پر آگے بڑھتا چلا گیا وہ غار کے ایک تنگ سے راستے پر آ گیا یہ
راستہ ایک ڈھلان کی شکل میں نیچے چلا گیا تھا پجاری کی بو برابر آ رہی
تھی سانپ اور آگے نکل گیا اب بو تیز ہو گئی تھی سانپ نے رک کر بو کو
سونگھا مشرق سمت سے بو بڑی تیز آ رہی تھی اسی بو کے پیچھے پیچھے چلتا
ہوا سانپ اس تہہ خانے کے باہر آ گیا جہاں پجاری قید تھا۔
سانپ نے دیکھا کہ تہہ خانے کا دروازہ بند تھا وہ دروازے پر اوپر
چڑھ گیا کافی اوپر جا کر ایک چھوٹا سوراخ تھا جو اندر ہوا پہنچانے کے

لئے رکھا گیا تھا سانپ اس سوراخ میں سے گزر کر تہہ خانے کی دیوار

پر پہنچ گیا اندھیرے میں اس کی سرخ آنکھوں نے مکار پجاری کو

پہچان لیا وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے سر کو پکڑے ہوئے بیٹھا تھا۔

سانپ دیوار پر سے اتر کر نیچے آ گیا فرش گیلا تھا سانپ اس پر سے ہوتا

ہوا پجاری کے بالکل سامنے آ کر ایک دم پھن پھیلا کر کھڑا ہو گیا پجاری

نے اپنے سامنے ایک فٹ کے فاصلے پر سیاہ کالے ناگ کو پھن پھیلا

کر کھڑا دیکھ لیا۔

پجاری نے اپنے سامنے ایک فٹ کے فاصلے پر سیاہ کالے ناگن کو

پھن پھیلائے جھومتے ہوئے دیکھا تو اس کی جان ہی نکل گئی۔

اس نے چیخ مارنی چاہی مگر آواز اس کے حلق میں بند ہو کر رہ گئی ناک

پھنی نے انسانی آواز میں کہا۔

سن رے بد دیانت پجاری تو نے مجھے اپنی طرف سے ہلاک کر دیا تھا

مگر میری قسمت اچھی تھی کہ میں بچ گیا اب تو اپنے کئے کی سزا

بھگت۔

اتنا کہہ کر سانپ نے پجاری کی گردن پر ڈس دیا پجاری نے سانپ کی

گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑ لی۔ مگر اس کے ہاتھوں میں اب جان

باقی نہیں رہی تھی اس کے ہاتھ سن ہو کر ٹھنڈے ہو گئے تھے زہر نے اپنا

کام بڑی تیزی سے کرنا شروع کر دیا تھا پجاری کی آنکھوں میں موت

کی تاریکی چھا گئی اور وہ مردہ ہو کر تہہ خانے کی گیلی زمین پر گر پڑا

سانپ اپنا کام کرنے کے بعد وہاں سے رینگتا ہوا باہر نکل آیا اب وہ

تہہ خانے سے باہر غار کی ڈھلان پر سے گزر رہا تھا۔

جب وہ اوپر آیا تو اس نے دیکھا کہ ڈاکوؤں کا سردار اپنے دو ساتھیوں

کے ہمراہ بیٹھا سونے کی اشرفیوں کو تھیلے میں بھر رہا تھا سانپ خاموشی

سے باہر نکلنے کا راستہ تلاش کرنے لگا تا کہ وہ دوبارہ انسانی شکل میں آ

کراپنے دوست عنبر کو جا کر مل سکے ڈاکوؤں کے سردار کو کچھ کہنے کا اس
کا کوئی ارادہ نہیں تھا وہ بڑی خاموشی سے دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا
ہوا غار سے باہر نکلنے کا راستہ تلاش کر رہا تھا کہ اچانک ایک ڈاکو کی اس
پر نظر پڑ گئی اس نے شور مچا دیا۔ سانپ۔ سانپ۔
دونوں ڈاکو اچھل کر پرے ہٹ گئے اب ہر کوئی سانپ کا خواہ مخواہ
دشمن بن بیٹھا تھا حالانکہ سانپ نے انہیں کچھ بھی نہیں کہا تھا ہر ایک کی
یہی کوشش تھی کہ وہ سانپ کو پہلے ہلاک کر دے یہ سانپ کی زندگی اور
موت کا سوال تھا اگر وہ اپنے بچاؤ کے لئے کچھ نہیں کرتا ہے تو مارا جاتا
ہے سانپ بھی ایک دم چوکس ہو گیا ایک ڈاکو اندھیرے میں اسے
تلاش کر رہا تھا کہ سانپ نے پیچھے سے آ کر چپکے سے اس کے پاؤں
پر ڈس دیا ڈاکو چیخ مار کر گر پڑا زہر اس کے جسم میں ضرورت سے زیادہ
داخل کر دیا گیا تھا دوسرا ڈاکو آگے بڑھا تو سانپ نے اسے بھی ڈسا

اور وہ بھی چیخ مار کر گر پڑا دونوں نے دیکھتے دیکھتے دم توڑ دیا اب وہاں
صرف ایک ڈاکوؤں کا سردار رہ گیا تھا وہ بجائے اس کے کہ غار سے
باہر نکل کر بھاگ جائے وہیں اندھیرے میں تلواریں چلاتے لگا
سانپ ایک طرف پتھروں کے نیچے چھپ گیا تھا اور ڈاکوؤں کے
سردار کی ساری افراتفری اور پریشانی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔
ڈاکو سردار قدم قدم پھونک پھونک کر اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا سانپ
اپنی جگہ پر چھپا رہا تھا وہ اس انتظار میں تھا کہ کب ڈاکو اس کے قریب
سے گزرتا ہے اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار بھی جس کا ایک ہی وار سانپ
کو دو ٹکڑے کر سکتا تھا اب ڈاکو سانپ سے دس بارہ قدم کے فاصلے پر
تھا وہ اسی کی طرف آ رہا تھا مگر اسے یہ خبر نہیں تھی کہ اس کی موت
پتھروں کے پیچھے بیٹھی ہے جب وہ قریب سے گزرنے لگا تو سانپ
نے بجلی ایسی پھرتی کے ساتھ ڈاکو کی ٹانگ پر ڈس دیا۔

ڈاکوؤں کے سردار نے پوری طاقت سے پتھر پر تلوار ماری پتھر دو
ٹکڑے ہو گیا مگر سانپ عقل مندی سے کام لیتے ہوئے وہاں سے
کھسک گیا تھا اگر وہ اس جگہ موجود رہتا تو تلوار پتھر کو توڑ کر اس کے جسم
کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ڈاکو سردار نے دوسری بار تلوار اٹھائی تو اس
کے ہاتھ لرزنے لگے تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی
سانپ نے سامنے آ کر پھونک ماری اور انسانی شکل میں آ گیا اسے
انسان کا روپ بدلتے دیکھ کر ڈاکو کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اس
کے حلق سے چیخ نکلنے والی تھی مگر زہر نے اس کا گلا بند کر دیا تھا وہ لڑکھڑا
کر گرا اور گرتے ہی ٹھنڈا ہو گیا۔

ناگ پھنی غار سے باہر نکل آیا۔

باہر ڈاکوؤں کے گھوڑے ٹیلے کے دامن میں بندھے ہوئے تھے اس
نے ایک گھوڑا کھولا اور اس پر سوار ہوا اسے ایڑ لگا کر شہر سدوم کی طرف

روانہ ہو گیا یہ وہی صحرا تھا جہاں سے کچھ روز پہلے وہ اپنے دوست کے
ساتھ گزرا تھا صحرا میں سورج نکل آیا تھا اور ہر طرف سنہری دھوپ
پھیل رہی تھی ناگ پھنی دھوپ تیز ہونے سے پہلے پہلے صحرا میں
زیادہ سے زیادہ فاصلہ طے کرنا چاہتا تھا۔

اسے معلوم تھا کہ ابھی ایک رات کے بعد اگلے دن صبح کو وہ دریائے
اردن کے کنارے آباد شہر سدوم میں پہنچے گا اس نے اپنا سفر جاری رکھا
دوپہر کے وقت جب دھوپ تیز ہو گئی تو وہ ایک جگہ درختوں کے
سائے میں آرام کرنے کے لئے رک گیا شام تک وہ اس جگہ دھوپ
سے بچ کر بیٹھا آرام کرتا رہا شام سے پہلے جب دھوپ نے ڈھلنا
شروع کر دیا اور صحرا میں ریت کے ٹیلوں کے سائے لمبے ہو گئے تو وہ
اٹھا گھوڑے پر سوار ہوا اور سدوم کے شہر کو چل نکلا۔

آدھی رات تک وہ ستاروں کی روشنی میں سفر کرتا رہا آدھی رات کے

بعد اسے قطبی ستارہ دکھائی دیا جو بادلوں کے ایک ٹکڑے میں چھپا ہوا تھا اس ستارے کی نشانی پا کر ناگ پھنی کا سفر آسان ہو گیا اور وہ بغیر رکے ساری رات چلتا رہا صبح کی نیلی نیلی روشنی مشرق میں آسمان پر پھیلنے لگی ناگ پھنی سورج کے طلوع ہونے کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ سورج کے طلوع ہوتے ہی اسے سدوم شہر کے آثار نظر آ جانے چاہئیں تھے تھوڑی دیر بعد دور آسمان پر سورج کی پہلی کرن نمودار ہوئی اور اس کے ساتھ ہی شہر کی دیوار کی سیاہ لکیر نظر آنا شروع ہو گئی۔

ناگ پھنی بے حد خوش ہوا وہ اپنی منزل پر پہنچ گیا تھا اور صحرا میں بھٹکنے سے محفوظ رہا تھا ورنہ اگر وہ صحرا میں بھٹک کر راستہ بھول جاتا تو پھر اسے کوئی دنیاوی طاقت سیدھا راستہ نہیں دکھا سکتی تھی اب وہ شہر کے جنوبی دروازے کی طرف سفر کرنے لگا کیونکہ اسی دروازے سے دونوں دوست شہر کے اندر داخل ہو کر ایک مندر میں ٹھہرے تھے عنبر کو

وہ مندر ابھی اچھی طرح یاد تھا سورج پوری طرح نکل آیا تھا اور اس کی دھوپ پھیل چکی تھی کہ ناگ پھنی شہر میں داخل ہو گیا۔

شہر میں اس روز کی طرح بڑی رونق اور چہل پہل تھی ملک ملک کے لوگ چل پھر رہے تھے دکانوں پر خرید و فروخت ہو رہی تھی چوک میں لوگ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے اور پھل وغیرہ خرید رہے تھے مزدور کندھوں پر سامان اٹھائے لئے جا رہے تھے امیر لوگ پالکیوں میں سوار وہاں سے گزر رہے تھے ناگ پھنی بڑی خاموشی سے گھوڑے پر سوار اس مندر کی طرف آ گیا جہاں کچھ عرصہ پہلے وہ اپنے دوست عنبر کے ساتھ ایک کوٹھڑی میں مسافر بن کر اترا تھا۔

خونی کلہاڑا

یہودی کی لڑکی ماریا کو عنبر پر شک ہو گیا تھا۔

اس کو پہلے روز ہی اس کی آنکھوں میں ایک عجیب وغریب چمک نظر آ گئی تھی وہ محسوس کرنے لگی تھی کہ اس غلام میں کوئی خاص بات ضرور ہے یہ خاص بات کیا تھی؟ یہی ماریا کو معلوم نہ تھی اب جب اس نے بتایا کہ ایگنیس کو اس نے دشمنوں سے رہا کرالیا ہے حالانکہ اس کے پاس ایسا کوئی وسیلہ نہیں تھا تو پھر اس کے پاس ایسی کون سی طاقت تھی؟ وہ کس طاقت کا ذکر کر رہا تھا ماریا ایک روز اپنے باغ کے غلاموں کو دیکھنے کے لئے باغ میں آگئی۔

اس نے بہانہ بنایا کہ وہ غلاموں کے کام کا جائزہ لینے آئی ہے مگر اصل میں وہ عنبر کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی ماریا اچانک ہی باغ میں آگئی اس نے دیکھا کہ عنبر تو بڑے آرام سے انگور کی بیلوں کی چھاؤں میں لیٹا ہوا ہے اور دوسرے غلام اس کا کام کر رہے ہیں ماریا نے عنبر کو تو کچھ نہ کہا وہ سیدھی ایک غلام کے پاس آگئی اس نے غلام سے پوچھا۔

کیا عنبر کام نہیں کرتا؟ کیا وہ بیمار ہے۔؟

غلام نے سر جھکا کر ادب سے کہا۔

مالکن۔ یہ شخص دیوتاؤں کی طاقت لے کر پیدا ہوا ہے اس کو کام کرنے کی ضرورت نہیں دیوتا ہی جانتے ہیں کہ وہ یہاں کیوں بیٹھا ہے وہ جب چاہے نہ صرف خود آزاد ہو سکتا ہے بلکہ ہم کو بھی آزاد کرا سکتا ہے

کیا تم اس کا کام بھی کر رہے ہو۔؟

ہاں مالکن! ہم عنبر کا کام بھی کر رہے ہیں۔

ماریا نے پوچھا۔

تم کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ شخص دیوتاؤں کی طاقت رکھتا ہے۔؟

غلام نے کہا۔

ہماری اس سے کسی بات پر لڑائی ہو گئی ہم نے اسے ہلاک کر دینا چاہا ہم نے اس کے سینے میں کتنے ہی خنجر گھونپے مگر اس پر ذرا سا بھی اثر نہ ہوا وہ اسی طرح مسکراتا رہا اور زندہ رہا کیا یہ بات کسی عام انسان میں پیدا ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں؟

ماریا وہاں سے چلی گئی وہ گہری سوچ میں ڈوب گئی اس کی بات اور وہم سچ ثابت ہو گیا تھا عنبر غلام ایک غیر معمولی طاقت کا انسان تھا ضرور اسے دیوتاؤں کی مدد حاصل تھی ماریا نے عنبر غلام کی طاقت کو آزمانے کا فیصلہ کر لیا مگر گھر جا کر اس نے سوچا کہ وہ کیا کرے کہ عنبر کی خفیہ

طاقت اس کے سامنے آجائے؟

وہ ان ہی خیالات میں تھی کہ شام ہو گئی اور باہر گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنائی دینے لگی ماریا کا باپ کمرے سے نکل کر صحن میں آ گیا ماریا بھی کھڑکی میں سے باہر دیکھنے لگی باہر سدوم کے رومن بادشاہ ہیروڈ کے سپاہی زرہ بکتر پہنے کھڑے تھے انہوں نے ماریا کے باپ کو پکڑ کر زنجیروں میں جکڑ دیا اور کہا۔

تمہیں بغاوت کے جرم میں بادشاہ ہیروڈ کے حکم پر گرفتار کیا جاتا ہے تمہاری بیٹی کہاں ہے؟ ہم اس کو بھی گرفتار کرنے آئے ہیں۔

ماریا کی تو جان ہی نکل گئی وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی بھاگ کر کہاں جائے کہ دروازہ دھڑاک سے کھول کر سپاہی اندر آ گئے اور ماریا کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے اس وقت سوائے ایک بوڑھی کنیز کے وہاں کوئی بھی نہیں تھا سپاہیوں نے ماریا اور اس کے باپ کو گھوڑوں پر

ڈال دیا اور لے کر وہاں سے چلے گئے کنیز روتی رہ گئی تھوڑی دیر بعد
عنبر اور دوسرے غلام وہاں آئے تو انہیں صورت حال کی خبر ہوئی عنبر
بڑا حیران ہوا کہ ہیروڈ کے سپاہیوں نے اس نیک دل بوڑھے اور ماریا
کو کس لئے گرفتار کیا بوڑھی کنیز نے بتایا کہ دریائے اردن کے
کنارے ایک بزرگ یوحنا ظلم اور بادشاہ کی بے انصافیوں کے خلاف
لوگوں میں وعظ کرتا ہے ماریا کا باپ پرسوں وعظ سننے گیا تھا بس یہی
اس کا جرم تھا۔ عنبر نے پوچھا۔

کیا یہی وہ بزرگ ہے جو اپنے آپ کو پیغمبر کہتا۔

ہاں لوگ اس کا وعظ سنتے ہیں اور اس کا مذہب قبول کر رہے ہیں۔

کیا تم نے اسے دیکھا ہے۔؟

ہاں میں نے اسے دیکھا ہے اس کی صورت بڑی معصوم ہے اس کے
بال سنہری اور آنکھیں نیلی ہیں اس کے چہرے پر جلال ہے اس کی

آواز میں طاقت ہے اس کی باتوں میں سچائی ہے وہ لوگوں کو بادشاہ
ہیروڈ کے ظلم اور بے انصافیوں کے بارے میں بتاتا ہے اور رعایا کے
ساتھ بادشاہ کو بھی نیکی اور عدل کی تعلیم دیتا ہے۔

عنبر سمجھ گیا کہ جس بزرگ سے ملنے کی آرزو لے کر وہ اس شہر میں آیا تھا
یوحنا وہی بزرگ ہے لیکن اس وقت ضرورت ماریا اور اس کے بوڑھے
باپ کو بچانے کی تھی کیونکہ بادشاہ ہیروڈ کے حکم سے ان دونوں کو ضرور
قتل کر دیا جانا تھا ماریا کے بچے اپنی ماں کے بغیر رو رہے تھے اور کنیز
انہیں چپ کرا رہی تھی ماریا اور اسکا باپ بے گناہ تھے ان کا قصور صرف
اتنا تھا کہ انہوں نے ایک نیک بزرگ کا واعظ سنا تھا بادشاہ ظالم تھا۔
اور اس نے شہر میں رعایا پر بڑے ظلم توڑے تھے عنبر نے فیصلہ کر لیا کہ
وہ ماریا اور اس کے باپ کو ظالم بادشاہ ہیروڈ کے پنجے سے ضرور نجات
دلائے گا اور وہ انہیں مرنے نہیں دے گا وہ رات عنبر غور کرتا رہا کہ

دونوں باپ بیٹی کو کیسے بچائے آدھی رات کے بعد اس نے روح کی
دی ہوئی انگوٹھی نکال کر اسے چوما اور آنکھیں بند کر کے کنیز کارمیلا کی
روح کو آواز دی تھوڑی دیر کے بعد اسے روح کی آواز سنائی دی۔

میرے محسن۔! تم نے مجھے کس لئے یاد کیا؟ میں ہر خدمت کے لئے
حاضر ہوں کوئی تکلیف ہو مجھے بیان کرو اگر مجھ سے ہو سکا تو میں ضرور
تمہاری مدد کروں گی۔

عنبر نے ساری بات کھول کر روح کو بیان کر دی روح خاموشی سے عنبر
کی باتیں سنتی رہی جب عنبر اپنی بات ختم کر چکا تو اس نے کہا۔

میرے محسن! میں تمہاری ہر طرح مدد کرنے کو تیار ہوں کیونکہ میں جانتی
ہوں کہ ماریا اور اس کو بوڑھا باپ بے گناہ ہیں یوحنا بزرگ خدا کا نبی
ہے وہ سچا ہے اس کی باتیں سچی ہیں بادشاہ ظالم ہے اور اس کا انجام
برا ہو گا ماریا اور اس کے باپ نے یوحنا بزرگ کا وعظ سن کر گناہ نہیں کیا

بلکہ ثواب کمایا ہے۔

عنبر نے کہا۔

مجھے یہ بتاؤ کہ دونوں باپ بیٹی کس حال میں ہیں؟

روح نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کہا سنو۔

عنبر اس وقت ان دونوں باپ بیٹی کو قتل گاہ میں قتل کرنے کی تیاریاں
ہو رہی ہیں۔

عنبر نے کہا۔

خدا کے لئے مجھے ان کے پاس لے چلو میں انہیں ہر قیمت پر بچانا
چاہتا ہوں۔

مگر تم وہاں جا کر کیا کرو گے۔

ان کی مدد کروں گا۔

جیسے تمہاری مرضی مگر تمہیں میرے مشورے پر عمل کرنا ہو گا تم اکیلے

نہیں قتل ہونے سے انہیں بچا سکتے۔

مجھے منظور ہے تم جیسا کہو گی اسی طرح ہوگا۔

پھر آؤ میرے ساتھ............اپنی آنکھیں بند کرلو۔

عنبر نے آنکھیں بند کرلیں اسے ایسے لگا جیسے وہ سمندر کی لہروں پر سفر کر رہا ہو تھوڑی دیر بعد اسے روح کی آواز سنائی دی۔

آنکھیں کھول دو عنبر۔

عنبر نے آنکھیں کھولیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ بادشاہ ہیروڈ کے شاہی محل کی قتل گاہ میں کھڑا ہے قتل گاہ کا کپتان اپنے دوسرے جلادوں کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہے سامنے ایک ستون کے ساتھ ماریا اور اسکا بوڑھا باپ زنجیروں سے بندھے ہوئے ہیں ایک جلاد نے زمین پر ایک لکڑی کا بڑا سا ٹکڑا لا کر رکھ دیا کپتان نے حکم دیا کہ سب سے پہلے ماریا کو لایا جائے ایک سپاہی آگے بڑھا اور ماریا کی زنجیر

کھول کر اسے لکڑی کے کنڈے کے پاس لے آیا۔اور بولا۔

اپنی گردن لکڑی کے اوپر رکھ دو۔

ماریا کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے مگر وہ بڑے صبر سے کام لے رہی تھی اسکا بوڑھا باپ بھی اپنی بیٹی کی حالت زار پر خون کے آنسو بہا رہا تھا مگر وہ مجبور تھا وہ جابر بادشاہ کے سپاہیوں کے آگے انگلی بھی نہ ہلا سکتے تھے عنبر اگرچہ کپتان کی کرسی کے پاس کھڑا تھا مگر وہ کسی کو بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا پہلے تو وہ گھبرایا کہ کہیں دکھائی تو نہیں دے رہا تھا پہلے تو وہ گھبرایا کہ کہیں لوگ اسے دیکھ کر پکڑ نہ لیں مگر روح نے اسے کہا۔

گھبراؤ نہیں عنبر میں نے تم پر ایسا جادو کر دیا ہے کہ تم سب کو دیکھ سکو گے مگر تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا اس قتل گاہ میں کسی کو معلوم نہیں کہ تم یہاں موجود ہو۔

اتنے میں ماریا کو لکڑی کے اوپر سر رکھنے کے بعد جکڑ دیا گیا جلاد اس
کے پیچھے کھڑا ہو گیا اب وہ کپتان کے اشارے کا انتظار تھا کہ اشارہ
ملے اور وہ کلہاڑا مار کر ماریا کا تن سر سے جدا کر دے عنبر وہاں سے ہٹا
اور چپکے سے جلاد کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا جلاد کو پتہ ہی نہ چل سکا کہ
کوئی اس کے پیچھے بھی کھڑا ہے کسی کو بھی عنبر کے بارے میں پتہ نہ چل
سکا اس لئے کہ لوگوں کے لئے تو وہ غائب ہو چکا تھا۔

ایک سپاہی نے آ کر بادشاہ ہیروڈ کا حکم پڑھ کر سنایا جس میں لکھا تھا کہ
ماریا اور اس کے باپ کو اس لئے قتل کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے باغی
نبی یوحنا کا وعظ سنا ہے جو بادشاہ کے خلاف ہے لہذا بادشاہ کے حکم سے
بغاوت کے جرم میں انہیں قتل کیا جاتا ہے۔

حکم سنانے کے بعد کپتان نے اشارہ کیا جلاد نے کلہاڑا اوپر اٹھایا ماریا
کے بوڑھے باپ کی چیخ نکل گئی لیکن وہاں ایک عجیب بات ہو گئی

جونہی جلاد نے سر قلم کرنے کے لئے کلہاڑا اوپر اٹھایا عنبر نے پیچھے سے
کلہاڑا پکڑ کر زور سے کھینچ لیا جلاد لڑکھڑا کر دور جا گرا عنبر نے وہی
کلہاڑا جلاد کے بازو پر دے مارا جلاد کا بازو کٹ کر دو جا گرا، کپتان
اور سپاہی حیرت سے اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ انہوں نے صرف ایک
کلہاڑے کو فضا میں اپنے آپ بلند ہو کر جلاد کا بازو کاٹتے اور پھر ایک
طرف گرتے دیکھا تھا ماریا اور اس کا باپ بھی حیران ہو کر رہ گئے تھے
انہوں نے سمجھا کہ یوحنا بزرگ ان کی مدد کو آ گیا ہے کپتان نے آگے
بڑھ کر کلہاڑی اپنے ہاتھوں میں پکڑ لی اور گرج کر کہا۔

دیکھتا ہوں کون سی آسمانی طاقت ان کو بچاتی ہے اس کے ساتھ ہی
کپتان نے کلہاڑی اٹھا کر ماریا کی گردن پر مارنی چاہی عنبر نے پیچھے
سے کپتان کی کمر میں اس زور سے لات ماری کہ وہ لڑکھڑاتا ہوا
گر گیا کلہاڑی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور اس کے منہ سے خون

بیٹھنے لگا عنبر نے کلہاڑی اٹھا کر کپتان کے سر پر اس زور سے ماری کہ اسکا سر دو ٹکڑے ہو گیا اور وہ مر گیا یہ دیکھ کر سپاہیوں نے ماریا اور اس کے باپ کو پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے قید خانے میں ڈال دیا۔

سپاہی بھاگے بھاگے بادشاہ ہیروڈ کے دربار میں پہنچے اور انہوں نے اسے یہ ساری خبر سنائی بادشاہ اس وقت بڑے مزے سے دیوان پر بیٹھا شطرنج کھیل رہا تھا جب اسے کپتان کے قتل کا سارا واقعہ سنایا گیا تو وہ غصے میں آ کر کھڑا ہو گیا وہ اس سے پہلے بھی یوحنا بزرگ کے سخت خلاف تھا کیونکہ یوحنا شہر میں اس کے خلاف وعظ کر کے نفرت پھیلا رہا تھا اس نے کہا

ماریا اور اس کے باپ کو قید میں ڈال دو اور یوحنا نبی کو فوراً گرفتار کر کے میرے دربار میں پیش کرو۔

سپاہی اسی وقت دریائے اردن کے کنارے نکل گئے جہاں یوحنا نبی

وعظ کرتا تھا۔

دوسرے سپاہیوں نے ماریا اور اس کے باپ کو ایک زبردست قید خانے میں ڈال کر باہر کڑا پہرہ لگا دیا عنبر اس وقت بھی وہاں موجود تھا مگر اس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا کیونکہ وہ غائب تھا سپاہی جب دونوں باپ بیٹی کو قید میں ڈال کر چلے گئے تو عنبر ان کے سامنے ظاہر ہو گیا ماریا اور بوڑھا اسے دیکھ کر حیران رہ گئے۔

عنبر تم کہاں۔؟

ماریا کو چونکہ عنبر کی چھپی ہوئی طاقت کا علم تھا اس لئے اسے حیرانی تو نہ ہوئی لیکن اس نے عنبر کا بے حد شکر ادا کیا کہ اس کی وجہ سے ان کی جان بچ گئی عنبر نے کہا۔

یہ میری طاقت کی وجہ سے نہیں ہوا ماریا! بلکہ یوحنا نبی بزرگ کی دعاؤں کا اثر ہے مجھے یہ طاقت اسی بزرگ نے عطا کی ہے تاکہ میں

اس سے محبت کرنے والوں کو بادشاہ کے ظلم کا شکار ہونے بچا سکوں۔

ماریا کے باپ نے پوچھا۔

لیکن بیٹا عنبر! اب تم ہمیں کس طرح بچا سکو گے بادشاہ نے ہمیں قید میں ڈال دیا ہے ہم یہاں ساری عمر قید میں رہ کر آہستہ آہستہ مر جائیں گے۔

آپ فکر نہ کریں اسکا بھی بندوبست ہو جائے گا۔

یہ کہہ کر عنبر دوبارہ غائب ہو گیا۔

غائب ہو کر وہ قید خانے سے باہر آ گیا اور برآمدے میں ادھر اُدھر پہرہ دیتے سپاہیوں کو غور سے دیکھنے لگا اس نے یہ ترکیب کی کہ باہر جا کر جیل خانے کے ایک حصے کو آگ لگا دی آگ کا لگنا تھا کہ اس طرف کے سارے سپاہی اور پہرے دار آگ بجھانے کے لئے دوسری جانب بھاگے قید خانے کا دروازہ لوہے کے مضبوط تالے سے

بند تھا عنبر فوراً ایک رومی سپاہی کا بھیس بدل کر سامنے آ گیا اس نے قید خانے کے دروازے کا تالہ توڑ دیا۔

جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلیں۔

ماریا اور اس کا باپ وہاں سے نکل کر عنبر کے پیچھے پیچھے چل پڑے عنبر ان دونوں کو لے محل کے بڑے کمرے سے گزر رہا تھا کہ ایک سپاہی نے اسے روک کر پوچھا۔

ان قیدیوں کو کہاں لئے جا رہے ہو۔؟

عنبر نے کہا۔

ادھر آگ لگ گئی ہے کپتان کے حکم سے ان قیدیوں کو دوسری جیل میں لے جا رہا ہوں وہ سپاہی مطمئن ہو گیا عنبر ان دونوں باپ بیٹی کو لے کر شاہی محل سے باہر آ گیا وہاں انہیں ایک رتھ کھڑا مل گیا عنبر نے ان کو تو رتھ میں بٹھایا اور خود اسے چلاتا ہوا محل کے باغ سے باہر نکل کر

ماریا کے گھر کی طرف گھوڑے دوڑانے شروع کر دیئے شہر کے مختلف
بازاروں کے چکر کاٹ کر ان کا رتھ ماریا کی حویلی کے باغ میں آ کر
رک گیا انہیں اندر لے جا کر عنبر نے کہا۔

حویلی کے تہہ خانے میں چھپ جائیں جب تک میں واپس نہ آؤں
وہاں سے ہرگز ہرگز باہر نہ نکلیں۔

ماریا اپنے بچوں کو گلے لگا کر باپ کے ساتھ حویلی کے تہہ خانے میں آ
گئی یہ تہہ خانہ ایک خفیہ جگہ پر تھا اور اگر اس کا دروازہ بند کر دیا جائے تو
کسی کو پتہ ہی نہیں چل سکتا کہ وہاں کوئی تہہ خانہ بھی ہے یہاں زندگی
کی ضروریات کی ساری چیزیں موجود تھیں انسان اگر سال بھر بھی
وہاں رہنا چاہے تو باہر نکلے بغیر رہ سکتا تھا۔

عنبر رتھ پر سوار ہو کر واپس محل کے جانب چلا گیا۔

نبی کی کرامت

شاہی محل میں جا کر عنبر نے رتھ چھوڑ دیا۔

وہ باغ میں سے ہو کر ایک ویران کنوئیں کے پاس پہنچا اور اس نے
کارمیلا کی روح کو بلا کر کہا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے
اور اس نے بے گناہ باپ بیٹی کو ظالم بادشاہ ہیروڈ کے ظلم سے بچا لیا
ہے کارمیلا کی روح نے عنبر سے کہا۔

تم نے ایک اچھا کام کیا ہے آسمان پر خدا تم سے خوش ہو گا ظالم کو اس
کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔

عنبر نے روح سے پوچھا۔

اے نیک روح مجھے یہ بتاؤ کہ میرا جگری دوست ناگ اس وقت کہاں

ہے وہ مجھ سے بچھڑ گیا ہے اور میں اس کی تلاش میں ایک عرصے سے
پریشان ہوں۔

روح نے کہا۔

تمہارا دوست ناگ پھنی اس وقت ناگن دیوی کے مندر میں ہے تم
وہاں جا کر اس سے ملاقات کر سکتے ہو وہ بھی تمہاری تلاش میں
پریشان ہے۔تمہارا شکریہ کارمیلا! خدا حافظ!

خدا حافظ!

کارمیلا کی روح چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی عنبر اپنی اصل شکل میں آ
گیا شاہی محل سے نکل کر وہ سیدھا ناگن دیوی کے مندر کی طرف چل
پڑا اب ذرا اس کے جگری دوست ناگ کا حال بھی سنیئے۔جس وقت وہ
مندر کے دروازے پر پہنچا تو چھوڑے پجاری نے اسے دیکھ کر نفرت
کا اظہار کیا اور کہا کہ مندر میں بھکاریوں کے لئے کوئی جگہ نہیں اس

لئے وہ وہاں سے بھاگ جائے ناگ پھنی کو بڑا غصہ آیا کہ اس پجاری
کو کسی نے اخلاق سے بات کرنا بھی نہیں سکھایا اس نے سوچا کہ
پجاری کو تھوڑا سا سبق سکھانا چاہیے بڑے پجاری کی موت کی خبر ابھی
مندر میں نہیں پہنچی تھی ان لوگوں کو صرف اتنا ہی معلوم تھا کہ ڈاکو بڑے
پجاری کو لوٹ کر اپنے ساتھ اغوا کر کے لے گئے ہیں۔

ناگ نے چھوٹے پجاری سے کہا۔

مندر کے پجاری میں بھکاری نہیں ہوں میں ایک امیر سوداگر کا بیٹا
ہوں اور مندر میں قربانی دینے کے خیال سے آیا ہوں۔

اس پر تو پجاری بہت خوش ہوا اور لگا اس کی خوشامدیں کرنے کیوں کہ
جب امیر لوگ مندر میں قربانی دینے آتے تھے تو پجاریوں میں سونے
کی اشرفیاں بھی تقسیم کرتے تھے۔

لیکن میں دو روز اس مندر میں ٹھہر کر اپنے والد کا انتظار کروں گا جو

قربانی کے دنبے اور بیل لے کر یہاں پرسوں پہنچے گے۔

پجاری نے خوش ہو کر کہا۔

ضرور ٹھہریں۔ جناب۔ یہ مندر سارے کا سارا آپ ہی کا ہے جاہے جتنی دیر ٹھہریں۔

ناگ نے مندر کی ایک کوٹھڑی میں بستہ لگالیا اسی روز وہ ناگن دیوی کے چبوترے کے آگے کھڑا اسے تعجب سے دیکھ رہا تھا کہ اچانک چھوٹا پجاری اندر داخل ہوا اس نے ذرا غصے اور ناراضگی سے کہا۔

تم ناگن دیوی کے بت کے آگے کیا کر رہے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہاں کوئی شخص بھی بغیر قربانی دیئے نہیں آ سکتا؟

ناگ نے کہا۔

میں دیوی کے درشن کرنے آیا ہوں۔

پجاری نے غصے سے کہا۔

ابھی تم درشن نہیں کر سکتے، پہلے قربانی کرو ہمیں سونے کی اشرفیاں لا کر دو پھر تمہیں دیوی کے درشن کی اجازت ملے گی۔

اتنے میں ناگن دیوی کے بت میں حرکت پیدا ہوئی اور آواز آئی۔

اے بدتمیز پجاری! میں ناگن دیوی بول رہی ہوں میری بات کو غور سے سن جس شخص کے ساتھ تو بدتمیزی کر رہا ہے وہ دیوتاؤں کا بیٹا ناگ شہزادہ ہے دیوتاؤں نے اسے خاص طور پر ہمارے پاس بھیجا ہے۔ ہمیں اس کی تلاش تھی اس کے پاؤں میں گر کر معافی مانگ کیونکہ آج سے یہ اس مندر کا بڑا پجاری ہے۔

یہ سن کر پجاری تو تھر تھر کانپنے لگا وہ ناگ پھنی کے قدموں میں گر پڑا۔

اے دیوتاؤں کے فرزند! مجھے معاف کر دو میرا قصور معاف کر دو تو آج سے اس مندر کا بڑا پجاری ہے اور میں تمہارا نوکر ہوں۔

ناگ پھنی نے بھی ناگن دیوی کی آواز سن لی تھی اسے بڑا پجاری بننے

میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اسے اپنے دوست عنبر کی تلاش تھی۔ لیکن یہاں
اسے زبردستی بڑا پجاری بنایا جارہا تھا اس نے سوچا چلو پجاری بن
جانے میں کیا حرج ہے شاید اسی طرح اسے اپنے دوست کو تلاش
کرنے میں آسانی ہو، چنانچہ اسی روز سے وہ مندر کا بڑا پجاری بن
گیا۔
اسے مندر کا پروہت بنے دوسرا تیسرا روز جارہا تھا کہ تیسرے پہر عنبر
اس کی تلاش میں مندر میں داخل ہوا عنبر سیدھا اس کوٹھڑی میں آیا
جہاں وہ دونوں ایک دفعہ آ کر ٹھہرے تھے یہاں اسے ایک نوکر ملا۔
اس نے اسے ناگ پھنی کا حلیہ بتا کر اس کے بارے میں پوچھا۔
نوکر نے کہا وہ پجاری سے بات کرے۔
عنبر چھوٹے پجاری کے پاس آ گیا، چھوٹے پجاری نے کہا۔
اس مندر میں صرف ایک مسافر آیا تھا جو اس وقت مندر کا سب سے

بڑا پجاری بن کر بیٹھ گیا ہے۔
عنبر نے کہا۔
کیا میں بڑے پجاری سے مل سکتا ہوں۔
اس وقت وہ ناگن دیوی کی پوجا کر رہا ہے تم اسے کل مل سکو گے۔
عنبر بولا۔
کیا میں دور کھڑے ہو کر اس کی ایک جھلک دیکھ سکتا ہوں۔
میرے ساتھ آؤ۔
پجاری عنبر کو ساتھ لے کر ناگن دیوی کے بت کے پاس آ گیا یہاں
ناگ پھنی بڑے پجاری کے لباس میں آنکھیں بند کیے بیٹھا عبادت کر
رہا تھا۔
عنبر نے اسے صاف پہچان لیا تھا وہ اس کا جگری دوست ناگ پھنی تھا
عنبر ایک طرف کھڑا انتظار کرنے لگا ناگ کب عبادت ختم کرتا ہے کافی

دیر بعد ناگ نے عبادت ختم کر کے سر اوپر اٹھایا طشت میں سے سفید پھولوں کے ہار اٹھا کر ناگن دیوی کے آگے رکھے اور اٹھ کر واپس چل پڑا جب وہ عنبر کے قریب سے گزرا تو اس کی اس پر نظر پڑی بس پھر کیا تھا دونوں دوست بازو پھیلا کر ایک دوسرے کا حال احوال پوچھتے رہے پھر ناگ پھنی عنبر کو اپنے ساتھ کوٹھڑی میں لے آیا اور اس نے سارے واقعات اسے شروع سے اخیر تک سنائے جب اس نے عنبر کو ڈاکوؤں کے سردار کے ہلاک ہونے کے بارے میں بتایا تو عنبر بولا۔

پیارے دوست! تم نے اس سنگدل قاتل ڈاکو کو ہلاک کر کے میرے دل کی آرزو پوری کر دی۔

یہی وہ ڈاکو تھا جس نے سینکڑوں عورتوں اور بچوں کو غلام بنا کر فروخت کر ڈالا تھا۔

پیارے عنبر! اب یہ بتاؤ کہ جس کام کو دل میں لے کر ہم اس شہر میں

آئے تھے وہ کب کرنا ہے یعنی یوحنا بزرگ سے ملاقات۔

عنبر نے کہا۔

بادشاہ ہیروڈ نے اس کے وعظ سننے کی منادی کر دی ہے کیونکہ بزرگ یوحنا اس کے ظلم کی ناؤ ڈبونے کی فکر میں ہے۔

بہر حال ہم یوحنا نبی کے حضور میں ضرور چلیں گے۔

ضرور۔

انہوں نے اگلے روز یوحنا بزرگ سے ملنے کا عہد کیا اور سو گئے۔

دوسری طرف ایسا ہوا کہ بادشاہ کے حکم سے سپاہی یوحنا نبی اور ماریا اور اس کے باپ کو گرفتار کرنے کے لئے آگے بڑھے یہ چھاپے انہوں نے راتوں رات مارے ماریا کی حویلی میں پہنچ کر انہوں نے ہر شے کو توڑ پھوڑ دیا غلاموں کو کنیزوں کو مار مار کر کچومر نکال دیا مگر ہر ایک نے یہی کہا کہ کسی کو کوئی خبر نہیں کہ باپ بیٹی کہاں ہیں۔ تہہ خانے میں

دیر بعد ناگ نے عبادت ختم کر کے سر اوپر اٹھایا طشت میں سے سفید پھولوں کے ہار اٹھا کر ناگن دیوی کے آگے رکھے اور اٹھ کر واپس چل پڑا جب وہ عنبر کے قریب سے گزرا تو اس کی اس پر نظر پڑی بس پھر کیا تھا دونوں دوست بازو پھیلا کر ایک دوسرے کا حال احوال پوچھتے رہے پھر ناگ پھنی عنبر کو اپنے ساتھ کوٹھڑی میں لے آیا اور اس نے سارے واقعات اسے شروع سے اخیر تک سنائے جب اس نے عنبر کو ڈاکوؤں کے سردار کے ہلاک ہونے کے بارے میں بتایا تو عنبر بولا۔

پیارے دوست! تم نے اس سنگدل قاتل ڈاکو کو ہلاک کر کے میرے دل کی آرزو پوری کر دی۔

یہی وہ ڈاکو تھا جس نے سینکڑوں عورتوں اور بچوں کو غلام بنا کر فروخت کر ڈالا تھا۔

پیارے عنبر! اب یہ بتاؤ کہ جس کام کو دل میں لے کر ہم اس شہر میں

آئے تھے وہ کب کرنا ہے یعنی یوحنا بزرگ سے ملاقات۔

عنبر نے کہا۔

بادشاہ ہیروڈ نے اس کے وعظ سننے کی منادی کر دی ہے کیونکہ بزرگ یوحنا اس کے ظلم کی ناؤ ڈبونے کی فکر میں ہے۔

بہر حال ہم یوحنا نبی کے حضور میں ضرور چلیں گے۔

ضرور۔

انہوں نے اگلے روز یوحنا بزرگ سے ملنے کا عہد کیا اور سو گئے۔

دوسری طرف ایسا ہوا کہ بادشاہ کے حکم سے سپاہی یوحنا نبی اور ماریا اور اس کے باپ کو گرفتار کرنے کے لئے آگے بڑھے یہ چھاپے انہوں نے راتوں رات مارے ماریا کی حویلی میں پہنچ کر انہوں نے ہر شے کو توڑ پھوڑ دیا غلاموں کو کنیزوں کو مار مار کر کچومر نکال دیا مگر ہر ایک نے یہی کہا کہ کسی کو کوئی خبر نہیں کہ باپ بیٹی کہاں ہیں۔ تہہ خانے میں

لیکنیں ان کی پوری پوری خبر گیری کر رہی تھی سپاہی ہر شے کی تلاشی لینے کے بعد ناکام ہو کر دریائے اردن کی یوحنا نبی کو گرفتار کرنے کے لئے چل پڑے۔

دریا کے کنارے آدھی رات کے بعد ستارے چمک رہے تھے۔

دریا کا پانی خاموشی سے بہہ رہا تھا ایک جگہ دریا کنارے کچھ لوگ ریت پر لیٹے سو رہے تھے اور کچھ سر جھکائے بیٹھے تھے یوحنا بزرگ دریا کے پاس کھڑا کچھ لوگوں کے سر پر مقدس پانی کے چھینٹے مار کر انہیں وعظ سنا رہا تھا اتنے میں وہاں شور مچ گیا۔

ہیروڈ کے سپاہی آ گئے............

ریت پر لیٹے ہوئے آدمی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے اور بیٹھے ہوئے آدمیوں نے ڈر کے مارے ادھر اُدھر بھاگنا شروع کر دیا سپاہیوں نے ہر طرف لوہے کے ہنٹر چلانے شروع کر دیئے لوگ زخمی ہو ہو کر گرنے لگے

ایک افراتفری سی چاروں طرف مچ گئی اس طوفان میں اگر کوئی شخص خاموش اور پر سکون کھڑا تھا تو وہ یوحنا نبی تھا۔

اس کی نیلی آنکھوں میں ستاروں کی چمک تھی چہرے پر سورج کا جلال تھا اور وہ ایک چٹان کی طرح دریا کنارے کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا سردار نے کہا۔

گرفتار کر لو اسے۔

سپاہی یوحنا نبی کو گرفتار کرنے کے لئے آگے بڑھے ذرا ہچکچائے نبی کا جلال ان کا راستہ روک رہا تھا یوحنا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا اسکے مقدس چہرے پر مسکراہٹ تھی سپاہیوں کے سردار نے انہیں ڈانٹا تو انہوں نے آگے بڑھ کر یوحنا کو گرفتار کر لیا۔ یوحنا خاموشی سے مسکراتا رہا اور گرفتار ہو کر سپاہیوں کے ساتھ چل پڑا۔

اسکے پیچھے لوگوں نے شور مچایا۔ ہیروڈ کے خلاف نعرے لگائے

سپاہیوں نے پیچھے مڑ کر ان پر تیروں کی ایک بوچھاڑ کر دی کچھ زخمی ہو
کر گرے اور باقی دریا کی طرف بھاگ گئے۔

سپاہیوں نے یوحنا کو لا کر قید خانے میں ڈال دیا یہ سب کچھ راتوں
رات ہو گیا دن چڑھنے میں ابھی ایک پہر تھا کہ عنبر اور ناگ دونوں
دوست نہا دھو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور یوحنا نبی کی زیارت کرنے
دریا کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہاں پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ یوحنا نبی کو شاہ ہیروڈ کے سپاہی گرفتار
کر کے لے گئے ہیں انہیں سخت نا امیدی ہوئی انہوں نے سوچا کہ
اب کیا کرنا چاہیے۔

ناگ نے کہا کہ شاہ ہیروڈ یوحنا کو بغاوت کے الزام میں ضرور شیروں
کے آگے ڈال دے گا اس لئے ان کا فرض ہے کہ چل کر اسے قید سے
آزاد کرا لیا جائے عنبر نے اس تجویز کو پسند کیا اور وہاں سے دونوں

شاہی محل کی طرف چل پڑے شاہی محل کے باہر اس طرف بڑا سخت
پہرہ تھا جہاں یوحنا نبی کو قید کیا گیا تھا دونوں دوست ایک جگہ جھاڑیوں
میں چھپ کر بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ کس طریقے سے قید خانے میں
جا کر یوحنا سے ملاقات کی جائے۔

سوائے اس کے کوئی ترکیب نہیں کہ میں تمہیں چڑیا بنا کر قید خانے کی
سلاخوں پر بٹھا دیتا ہوں وہاں سے تم انسان کے روپ میں یوحنا نبی
سے ملاقات کر لینا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ناگ پھنی نے عنبر کو ایک سرخ رنگ کی چڑیا میں تبدیل کر دیا چڑیا اڑ
کر قید خانے کے اندر جا پہنچی یوحنا بزرگ دیوار کی طرف منہ کئے
خدا کی عبادت کر رہا تھا اسکی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر نور ٹپک
رہا تھا کوٹھڑی کے اندر اور کوئی نہیں تھا۔ عنبر انسان کی شکل میں آ کر
قریب جا کر بولا۔

اے مقدس انسان۔ میں آپ کو یہاں سے نکالنے کے لئے آیا ہوں
میرے ساتھ یہاں سے نکل چلئے کیونکہ شاہ ہیروڈ کے حکم سے آپ کو
ہلاک کر دیا جائے گا۔

یوحنا بزرگ نے آنکھیں کھول کر پیچھے دیکھا اور پر جلال آواز میں کہا۔

اے نوجوان میں اگر تمہارے ساتھ باہر چلا جاؤں تو کیا تمہارا خیال
ہے کہ میں ظلم کے خلاف آواز بلند کرنی بند کر دوں گا۔ ہرگز نہیں میں
ظلم وستم کے خلاف آواز بلند کرتا رہوں گا۔

شاہ ہیروڈ کے سپاہی مجھے گرفتار کر کے لے جائیں گے تم پھر مجھے
یہاں سے نکال دو گے میں پھر ظلم کے خلاف بولوں گا اور سپاہی مجھے
پھر گرفتار کر لیں گے تو اس کا تو کوئی انجام ہی نہ ہوگا پھر یہاں سے رہا
ہونے کا کیا فائدہ ہے۔؟ تمہارا شکریہ مگر میں ظلم کی انتہا دیکھنا چاہتا
ہوں۔

عنبر نے کہا۔

مگر قاتل شہنشاہ کے سپاہی آپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

میرا معاملہ میرے خدا کے ہاتھوں میں ہے کسی بادشاہ کے ہاتھوں میں
نہیں ہے۔ جو خدا کی مرضی ہوگی وہی ہوگا۔

عنبر وہاں سے واپس آ گیا اس نے ناگ پھنی کو بتایا کہ یوحنا بزرگ
نے ساتھ آنے سے کس وجہ سے انکار کر دیا ہے ناگ پھنی بھی لاجواب
ہو گیا کیونکہ یوحنا نبی کی باتیں بالکل ٹھیک تھیں۔ دوسرے روز شہر میں
اعلان کر دیا گیا کہ یوحنا بزرگ کو بھوکے شیروں کے آگے ڈال دیا
جائے گا جو لوگ یوحنا بزرگ کے خلاف تھے وہ بھاری تعداد میں
اکھاڑے میں جمع ہو گئے عنبر نے ناگ سے کہا کہ اب یوحنا کو ہر حال
میں بچانا چاہیے ناگ نے کہا میں وہاں موجود ہوں گا اگر شیروں نے
نبی کو نقصان پہنچنے کی کوشش کی تو میں تمام شیروں کو ڈس کر ہلاک کر

دوں گا۔

ویسے میرا ایمان ہے کہ سچے نبی کو شیر کچھ نہیں کہا کرتے۔

عنبر نے کہا۔

بہر حال ہمیں یوحنا کی مدد کے لئے وہاں موجود ہونا چاہیے۔

اس روز اکھاڑا لوگوں کے ہجوم سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا بادشاہ خود اکھاڑے میں ملکہ کے ساتھ موجود تھا یوحنا کو زنجیروں میں جکڑ کر میدان میں لایا گیا وہاں یوحنا کے حامی بہت تھوڑے تھے اور وہ بے چارے سوائے چپکے چپکے آنسو بہانے کے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ بادشاہ کے اشارے پر یوحنا نبی کے میدان میں لاتے ہی بھوکے شیروں کو پنجروں سے نکال دیا گیا۔

ٹھیک اس وقت ناگ پھنی ایک زہریلے ناگ کے روپ میں یوحنا بزرگ کے پاس ریت کے اندر چھپا ہوا تھا۔ اور اس بات کا انتظار کر

رہا تھا کہ شیر یوحنا پر حملہ کریں تو وہ انہیں ڈس کر ہلاک کر دے عنبر نے انگوٹھی چوم کر کارمیلا کی روح سے مشورہ طلب کیا تھا جس نے سے کہا تھا کہ میں ایک معمولی روح ہوں یوحنا خدا کے برگزیدہ نبی ہیں میرا کیا مقام اور میری کیا جرائت کہ ان کے بارے میں ایک لفظ بھی زبان سے نکال سکوں، ہاں اتنا ضرور بتا دوں کہ خدا اپنے پیاروں کی خود ہی حفاظت کرتا ہے اور ایسا ہی ہوا۔ بھوکے شیر دھاڑتے گرجتے پنجروں سے نکل کر میدان میں آئے اور یوحنا نبی کی طرف لپکے وہ کئی روز سے بھوکے تھے اور کسی انسان کو کھانے کے لئے بے تاب تھے ادھر یوحنا نبی کے چہرے پر مسکراہٹ تھی آنکھوں میں جلال تھا پیشانی پر سورج کی چمک تھی وہ بڑے سکون اور وقار کے ساتھ میدان میں کھڑے تھے شیر دھاڑتے ہوئے آئے اور یوحنا نبی کو دیکھ کر یوں دبک کر ایک طرف بیٹھ گئے جیسے ڈر گئے ہوں وہ زمین پر اپنا سر رکھنے

لگے پھر چاروں شیر باری باری اٹھے یوحنا نبی کے پاس گئے سر جھکا کر
ان کے پاؤں کو زبان سے چوما اور واپس اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے یوحنا
بزرگ نے شیروں کے سر پر ہاتھ پھیرا وہ ایک شیر کے اوپر سوار ہو گئے
اورانہوں نے میدان کا چکر لگایا اکھاڑے میں ایک شور مچ گیا لوگ
یوحنا نبی کی کرامت سے متاثر ہو کر اس کے حق میں نعرے لگانے لگے
بادشاہ نے حکمت اسی میں سمجھی کہ وہاں سے چلا جائے چنانچہ وہ چپکے
سے کھسک گیا اور لوگ یوحنا نبی کے حق میں نعرے لگاتے اس کے
پیچھے پیچھے چل پڑے۔ روم کے لوگ ایسے ہی ہوا کرتے تھے۔

سلومی

عنبر اور ناگ مندر میں آ گئے۔

ناگ پھنی نے دوبارہ پجاری کا چولا پہن لیا اور عنبر ماریا اس کے باپ
اور ایگنیس کا حال معلوم کرنے بوڑھے یہودی کی حویلی کی طرف چل
پڑا۔ وہاں ویرانی برس رہی تھی صحن میں ہر شے ٹوٹی پھوٹی پڑی تھی
معلوم ہوا کہ ہیروڈ کے سپاہی ماریا اور اس کے باپ کو تلاش کرنے
وہاں آئے تھے اور توڑ پھوڑ کر کے چلے گئے عنبر خفیہ راستے سے تہہ
خانے میں آ گیا۔

ماریا اور اس کے باپ نے بے تابی سے پوچھا۔ کیا سپاہی چلے گئے۔
عنبر نے انہیں حوصلہ دیا مگر وہ دونوں بے حد پریشان تھے ایگنیس نے

مکڑے کا جال

شہزادی تھائیس کو عنبر نے کیسے ڈھونڈا اور مندر
مندر کا پجاری نے لڑکیوں کی قربانی کی آڑ میں
کیا کھیل کھیل رہا تھا۔ رقاصہ اس کی چنگل سے
کیسے نکلی۔ اور عنبر نے لالچی پجاری کو سبق سکھانے
کے لئے کیا کیا؟

ابھی پڑھیے "اردو رسالہ" پر

عنبر کو بتایا کہ ماریا ساری رات روتی رہی ہے حقیقت بھی یہی تھی کہ
دونوں باپ بیٹی بے حد ڈرے ہوئے تھے انہیں یقین تھا کہ وہ کسی
وقت بھی پکڑے جائیں گے اور بادشاہ کے حکم سے ان کے سرتن سے
جدا کر دیے جائیں گے غلام بھی موقع غنیمت جان کر جدھر منہ اٹھایا
بھاگ گئے باغ اجاڑ ہو کر رہ گیا ایگنیس بھی اپنے باپ کے پاس
جانے کو بے تاب تھی آخر عنبر نے فیصلہ کیا کہ ان دونوں کو ایگنیس کے
گاؤں میں پہنچا دیا جائے جب تک بادشاہ ہیروڈ کا تختہ الٹ نہیں جاتا
یہ وہیں رہیں اس کے بعد واپس سدوم شہر آ جائیں عنبر نے ماریا کے
باپ سے مشورہ کیا تو اس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

بیٹا! جس طرح بھی ہو سکے ہمیں یہاں سے نکال دو، میں اس ملک کو
ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینا چاہتا ہوں اب میں یہاں نہیں رہوں گا
عنبر نے جب کہا کہ وہ ایگنیس کے ساتھ اس کے شہر چلے جائیں تو

بوڑھے نے کہا۔

ہر گز نہیں عنبر۔ میں اس سلطنت میں ہی نہیں رہوں گا وہاں بھی بادشاہ
کے سپاہی مجھے گرفتار کر لیں گے۔

پھر آپ کہاں جانا چاہتے ہیں۔؟

اگر تم کسی طرح مجھے اور میری بیٹی کو ایران پہنچا دو تو میں تمہارا احسان
کبھی نہ بھولوں گا۔ ایران کے ایک گاؤں میں میرا ایک بھانجا رہتا
ہے اس کی وہاں زمین بھی ہے اور باغ بھی ہیں میں اپنی بیٹی کے
ساتھ زندگی کے باقی دن ایران کے گاؤں میں بسر کرنا چاہتا ہوں
جہاں مجھے شاہ ہیروڈ کے سپاہیوں کا خوف نہ ہو۔

بہت اچھا۔ میں آپ کو اور ماریا کو ایران پہنچانے کی پوری پوری کوشش
کروں گا آپ کل سورج نکلنے سے پہلے تیار رہیں اور ہاں اگینیس تم بھی
تیار رہنا میں راستے میں تمہیں تمہارے باپ کے حوالے کرتا جاؤں

گا۔

بوڑھے باپ ماریا اور اگینیس نے عنبر کے ہاتھوں کو چوم کر اس کا شکریہ
ادا کیا۔

عنبر وہاں سے نکل کر سیدھا مندر میں ناگ کے پاس آیا اور اسے بتایا
کہ وہ کل صبح ان لوگوں کو لے کر ایران کی طرف کوچ کرنا چاہتا ہے۔
ناگ نے اسے بتایا کہ وہ بھی اس کے ساتھ جائے گا اس کا اتنا لمبا سفر
اکیلے کرنا مناسب نہیں ہے چنانچہ انہوں نے راتوں رات دو اونٹوں
اور دو گھوڑوں کا بندوبست کر لیا طے یہ ہوا کہ صبح ہونے سے پہلے منہ
اندھیرے ان لوگوں کو حویلی میں سے نکال کر مندر میں لایا جائے گا
اور یہاں سے ان کا مختصر سا قافلہ ملک ایران کی طرف کوچ کر جائے
گا رات تھوڑی دیر کے لئے عنبر اور ناگ سو گئے آدھی رات کو ان کی
آنکھ کھل گئی۔

عنبر نے ناگ کو تیار کیا کہ اور خود ماریا ایگنیں اور بوڑھے یہودی کو لینے
حویلی کی طرف چل پڑا۔ وہ لوگ پہلے ہی بیدار ہو کر بے چینی سے عنبر کا
انتظار کر رہے تھے عنبر نے ان سب کو معمولی سے لبادوں میں چھپایا اور
رات کے اندھیرے میں سدوم کی تاریک گلیوں میں سے گزرتے
ہوئے انہیں مندر کے باغ میں لے آیا یہاں وہ کھجوروں کے
اندھیرے جھنڈ میں رک گئے عنبر اندر گیا اور ناگ کو ساتھ لے آیا
انہوں نے راستے کی ضرورت کے لئے مختصر سا سامان جھولے میں بند
کر کے ایک اونٹ پر رکھ دیا تھا دونوں اونٹ اور دونوں گھوڑے باغ
کے کونے میں تیار کھڑے تھے ماریا اور ایگنیں ایک اونٹ پر اور بوڑھا
یہودی دوسرے اونٹ پر سوار ہو گئے عنبر اور ناگ الگ الگ گھوڑوں پر
بیٹھ گئے ابھی صبح کی سپیدی نمودار نہیں ہوئی تھی کہ یہ قافلہ چپ چاپ
شہر کے بازاروں میں سے گزرتا شہر سے باہر آ گیا۔

اب وہ کھیتوں میں سے گزر رہے تھے کھیتوں کا سلسلہ ختم ہوا تو انجیر اور
انگوروں اور کھجوروں کے باغ شروع ہو گئے یہاں سے باہر نکلے تو
سامنے ریت کے اونچے نیچے ٹیلے ہی ٹیلے پھیلے ہوئے تھے کافی آگے
جا کر انہوں نے لکڑی کے ایک پل پر سے دریائے اردن کو عبور کیا اور
صحرا میں ملک ایران کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا جب صبح ہوئی تو وہ
شہر سدوم سے کافی دور نکل چکے تھے سورج کی روشنی میں سامنے ایک
صحرا پھیلا ہوا تھا عنبر اور اس کا دوست ان تمام راستوں کو جانتے تھے
جن پر قافلے سفر کیا کرتے تھے چنانچہ وہ دن کے وقت سورج کی روشنی
میں اور رات کے وقت قطبی ستارے کی مدد سے ایران کی طرف سفر
کرتے گئے۔

دن کے وقت دوپہر تک وہ سفر کرتے اور پھر اس کے بعد کوئی مناسب
اچھی سی جگہ دیکھ کر آرام کرتے جب دھوپ ڈھل جاتی تو دوبارا

سفر شروع کر دیتے تیسرے روز وہ اس گاؤں میں پہنچ گئے جہاں ایگنیس کا باپ رہتا تھا ماریا ناگ اور بوڑھے یہودی کو گاؤں سے باہر ہی کھڑا کر کے عنبر ایگنیس کو لے کر اس کے گھر کی طرف چل دیا۔ باپ نے اپنی بچی کو زندہ سلامت دیکھ کر اسے سینے سے لگا لیا اور رو دیا ایگنیس نے عنبر کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور وعدہ لیا کہ وہ ایک اچھے بھائی کی طرح کبھی کبھی ان کے گھر آ کر ان سے ضرور ملتا رہے گا عنبر نے وعدہ کیا اور اجازت لی اور باہر نکل گیا۔

گاؤں سے باہر ناگ اس کا انتظار کر رہا تھا وہ بہت چوکس اور ہوشیار تھا کیونکہ شاہ ہیروڈ کی سلطنت کی حد ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کسی وقت بھی خطرہ تھا کہ رومن سپاہی آ کر انہیں گھیر لیتے اس لئے وہ بہت محتاط ہو کر سفر کر رہے تھے عنبر گھوڑے پر سوار ہوا اور یہ مختصر سا قافلہ ایک بار پھر سفر پر روانہ ہو گیا وہاں سے ایک رات اور دو دن کے سفر کے

بعد روم کی سلطنت کی حد ختم ہو گئی تھی اس کا مطلب یہ تھا کہ ابھی انہیں دو دن اور ایک رات خطرے میں رہ کر سفر کرنا تھا۔

ناگ نے عنبر کو کہہ دیا تھا کہ اگر رومن سپاہی آ گئے اور انہوں نے ان کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی تو وہ کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا اس خطرے سے بھرے ہوئے طویل سفر کے آخری دن شام ہو رہی تھی اور یہ لوگ رومیوں کی سرحد کو پار کرنے والے تھے کہ تین رومی سپاہیوں نے انہیں آ کر گھیر لیا۔ یہ سپاہی سرحد پر گشت کر رہے تھے انہیں شک ہوا کہ شاید یہ لوگ ڈاکو ہیں قریب آ کر ایک سپاہی نے ماریا کے باپ کو پہچان لیا وہ چلا اٹھا۔

ارے یہ تو وہی عورت اور بوڑھا ہے۔ جس نے ہمارے کپتان کو ہلاک کیا ہے۔ جس کے لئے بادشاہ نے انہیں زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔

عنبر ماریا اور اس کا باپ گھبرا گئے ناگ چوکس کھڑا تھا اس کا کام
دکھانے کا وقت آ گیا تھا سپاہی ان کے قریب آئے اور انہوں نے
نیزے اٹھا لئے اس دوران ناگ چپکے سے دوسری طرف کی جھاڑیوں
میں کھسک گیا تھا جھاڑیوں میں اس نے پھنکار کر سانپ کا روپ بدلا
اور دوبارہ اس جگہ آ گیا جہاں رومن سپاہی عنبر اور ماریا وغیرہ کو زنجیروں
میں جکڑ رہے تھے پہلے سپاہی نے کہا۔

وہ غلام کہاں چلا گیا جو ابھی یہاں کھڑا تھا؟ دوسرے سپاہی نے
کہا۔

وہ جہاں کہیں بھی جائے گا ہم اسے ضرور تلاش کر لیں گے۔

ناگ پھنی ٹھیک اس وقت ان کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا، سپاہی عنبر اور
اسکے ساتھیوں کو گھوڑے اور اونٹوں کی مہاریں تھام کر واپس لے
جانے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ ناگ نے آن کی آن میں ان دونوں

سپاہیوں کو پنڈلیوں پر ڈس دیا سانپ خود بھاگ کر واپس جھاڑیوں
میں گھس گیا اور دونوں سپاہیوں کے تڑپنے کا تماشہ دیکھنے لگا۔ سانپ
کا زہر بڑا مہلک تھا ڈستے ہی سپاہیوں نے ارد گرد دیکھا انہیں سانپ
تو نظر نہ آیا ان کی پنڈلیوں سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے زہر
اپنا کام کر چکا تھا خون زہریلا ہو کر جم رہا تھا دیکھتے دیکھتے دونوں
سپاہی بے جان لاشیں بن کر زمین پر ڈھیر ہو گئے ماریا اور اس کا باپ
حیران تھا کہ یہ سانپ کدھر سے آ گیا ہے اور کدھر کو چلا گیا ہے۔

تھوڑی دیر بعد ناگ پھنی مسکراتا ہوا جھاڑیوں سے نکل کر ان کے
سامنے آ گیا ماریا نے اس کی آنکھوں میں ایک غیر معمولی سی سرخ
چمک دیکھی اس کے بعد یہ قافلہ اب رومیوں کی سرحد سے نکل کر
ایران کی سرحد میں داخل ہو چکا تھا ساری رات سفر کرتے رہے اور
دن نکلنے سے ذرا پہلے ایران کے ملک میں داخل ہو گئے ماریا کا باپ

شاہ ہیروڈ کو پتہ چلا کہ سلومی اس کے محل میں آئی ہے تو وہ خود چل کر
اس سے ملنے گیا سلومی کو دیکھ کر بادشاہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ
اس کے ساتھ شادی کر لینی چاہیے تا کہ وہ اس کے محل سے کبھی واپس
نہ جا سکے مگر اس نے اپنے دل کا بھید کسی کو نہ دیا اس نے رات کو سلومی
کے لئے ایک بہت بڑی دعوت کا انتظام کیا اس دعوت میں شاہی محل
کے تمام شہزادے شہزادیاں فوج کے اعلیٰ افسر اور دوسرے درباری
شریک ہوئے دعوت آدھی رات تک جاری رہی۔

ایک موقع پر بادشاہ اپنی جگہ سے اٹھا اور سلومی کو شاہی محل کے ایک
طرف مہندی کی جھاڑیوں کے قریب لے گیا پورا چاند آسمان پر نکلا ہوا
تھا بادشاہ سلومی سے باتیں کرنے لگا باتوں ہی باتوں میں اس نے
سلومی کو بتایا کہ وہ اپنی ملکہ سے تنگ آ چکا ہے کیونکہ وہ اس کے ساتھ
بہت لڑائی جھگڑا کرتی ہے اس کے حکم کو نہیں مانتی اور بچوں کے سامنے

اسے جھاڑتی اور ڈانٹ پلا دیتی ہے۔

سلومی ہنس پڑی اور بولی۔

آپ کیسے بادشاہ ہیں کہ ایک ملکہ کو بھی اپنے قابو میں نہیں رکھ سکتے؟
پھر آپ رعایا پر کیسے حکم چلاتے ہیں۔؟

بادشاہ نے کہا۔

سلومی یہی تو سب سے بڑی مصیبت ہے کہ میں لوگوں پر حکم چلاتا
ہوں مگر ملکہ پر حکم نہیں چلا سکتا سارے لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں
میرے حکم پر تھر تھر کانپتے ہے مگر ملکہ پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا میں تو
اس سے تنگ آ کر یہاں سے بھاگ جانا چاہتا ہوں۔

سلومی نے قہقہہ لگا کر کہا۔

سدوم کا بادشاہ ہیروڈ تو باقی دنیا میں ایک ظالم بادشاہ مشہور ہے لوگوں
کو اگر معلوم ہو جائے کہ وہ اپنی بیوی سے اس طرح ڈرتا ہے جس

طرح چوہا بلی سے ڈرتا ہے تو میرا خیال ہے وہ آپ کا حکم ماننے سے
انکار کردیں۔
بادشاہ نے سلومی کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
ایسا نہ کہو سلومی اگر کسی نے سن لیا تو میری بڑی بے عزتی ہوگی میں آج
تک صرف اپنی عزت کی وجہ سے خاموش ہوں ورنہ اس ملکہ کی بچی کو
ایسا مزہ چکھاؤں کہ ساری عمر یاد کرتی رہے۔
آپ ملکہ کو اس کے ماں باپ کے گھر کیوں نہیں پہنچا دیتے۔
بادشاہ نے ہاتھ باندھ کر کہا۔
سلومی اگر تم مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کرلو تو میں آج ہی ملکہ کو شاہی
محل سے نکال کر باہر پھینک دوں خدا کے لئے بولو کیا تمہیں یہ رشتہ
منظور ہے۔
سلومی قہقہے لگا کر ہنسنے لگی بادشاہ ہیروڈ اس کا منہ دیکھتا رہ گیا سلومی نے

کہا۔
اگر میں یہ بات ابھی جا کر ملکہ سے کہہ دوں تو آپ کیا کریں گے ملکہ تو
ساری بھری دعوت میں آپ کو مارنا شروع کردے گی کیا میں غلط کہہ
رہی ہوں۔
بادشاہ نے کہا۔
نہیں نہیں! خدا کے لئے ایسا نہ کرنا ایسا ظلم نہ کرنا، ملکہ بھری مجلس میں
میری بے عزتی کردے گی اور شریف آدمی کی ایک بار بے عزتی
ہوجائے تو پھر عزت واپس نہیں آتی خدا جانتے طیش میں آکر پھر میں
بھی اسے قتل کر بیٹھوں ایسا ہرگز نہ کرنا تم مجھے یہ بتاؤ کیا تمہیں یہ بات
منظور ہے میں تمہیں اپنی ملکہ بنالوں گا تم سدوم شہر کی مالک ہوگی
سلطنت کا سارا کام تمہارے سپرد ہوگا تم چاہے سیاہی کرنا چاہے
سفیدی کرنا تم اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو بھی شاہی محل میں

لے آنا، میں ان کو بڑی بڑی زمینیں اور باغ انعام میں دوں گا وہ
ساری زندگی عیش و آرام کریں گے تم سونے کا تاج پہن کر میرے
ساتھ تخت پر بیٹھنا، بولا۔ کیا تمہیں منظور ہے۔

سلومی نے غور سے بادشاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا اور
کہا۔

میں سوچ کر بتاؤں گی۔

اور یہ کہہ کر تتلی کی طرح اڑتی ہوئی ملکہ اور دوسرے شہزادیوں کے پاس
جا کر باتیں کرنے لگی اور قہقہے لگانے لگی ملکہ نے بادشاہ کو سلومی کے
ساتھ گھل مل کر باتیں کرتے دیکھ لیا تھا وہ جل بھن کر کباب ہو گئی تھی
اس نے فوراً ایک طرف کھسک کر بادشاہ کے قریب جا کر پوچھا کہ وہ
اس کی رشتے دار عورت سلومی سے کیا باتیں کر رہا تھا بادشاہ نے یوں
ہی جھوٹ بولا کہ وہ اس سے اپنی ملکہ کی تعریف کر رہا تھا ملکہ نے مکار

نگاہوں سے بادشاہ کی طرف دیکھا وہ سوچ رہی تھی کہ بادشاہ مر بھی
جائے تو کسی دوسری عورت کے سامنے اس کی تعریف کبھی نہیں کرے
گا۔

ملکہ نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ سلومی کے بارے میں آئندہ سے
احتیاط برتے گی اور اسے اتنا موقع نہیں دے گی کہ وہ بادشاہ کے
ساتھ کھلم کھلا باتیں کر سکے سلومی کو بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ملکہ اس سے
محتاط ہو گئی ہے مگر اس نے کوئی پرواہ نہ کی کیونکہ اس کو بادشاہ ہیرو ڈ
سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور اس نے کبھی خواب میں بھی اس کے ساتھ
شادی کرنے کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔

پراسرار تہہ خانہ

دونوں دوست دن چڑھے دریائے اردن کے کنارے پہنچ گئے وہ اس طرف محض اس خیال کے ساتھ آئے تھے کہ وہاں یوحنا نبی کی زیارت کرسکیں گے مگر دریا پر کوئی نہیں تھا صرف چند ایک لوگ زمین پر بیٹھے خدا کی عبادت کر رہے تھے انہوں نے ایک آدمی سے یوحنا نبی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ یوحنا نبی ابھی ابھی شہر کی طرف گئے ہیں دونوں دوست بھی شہر کی طرف چل پڑے شہر میں بڑی رونق اور چہل پہل تھی عنبر اور ناگ مختلف بازاروں میں سے ہو کر ایک چوک میں پہنچے تو انہوں نے وہاں ایک جمگھٹا دیکھا وہ بھی وہاں آ

گئے کیا دیکھتے ہیں کہ یوحنا نبی ایک چبوترے پر کھڑے وعظ کر رہے ہیں۔

سنو اے سدوم کے لوگوں۔ گناہ کا بدلہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مل کر رہتا ہے سچائی اور نیکی ضائع نہیں جاتی نیک لوگ نیک جنت میں جائیں گے اور گناہ گار جہنم میں ظالم کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوگا بادشاہ ہیروڈ اپنے عوام کی غربت سے بے خبر ہو کر عیش وعشرت میں پڑ گیا ہے لوگ بھوکوں مر رہے ہیں اور وہ آرام سے شاہی محل میں سو رہا ہے وہ خدا کے حکم کے خلاف چل رہا ہے خدا اسے اس گناہ کی سزا دے گا.............

عنبر اور ناگ بھی ایک طرف کھڑے ہو کر یوحنا نبی کا وعظ سننے لگے۔

اس روز سلومی بھی شاہی محل سے باہر نکل آئی تھی اس نے اپنی کنیزوں اور شہزادیوں سے سن رکھا تھا کہ یوحنا نبی شہر میں گھوم پھر کر بادشاہ کے

ظلم اور نا انصافیوں کے بارے میں وعظ کرتا ہے اس نے یہ بھی سنا تھا کہ ایک بار بادشاہ کے حکم سے یوحنا نبی کو بھوکے شیروں کے آگے ڈالا گیا تو شیروں نے یوحنا کے آگے سجدہ کیا اور یوحنا ان پر سوار ہو کر میدان سے باہر آ گیا سلومی نے سوچا شہر میں چل کر یوحنا کو دیکھا جائے کہ وہ کون سا ایسا نڈر اور بہادر نبی ہے جس کو بادشاہ کی بھی پرواہ نہیں ہے۔

چنانچہ اسی روز سلومی نے ایک معمولی کسان عورت کا بھیس بدلا اپنی خاص کنیز ازابیلا کو ساتھ لیا اور شاہی محل کے چور دروازے سے نکل کر شہر میں آ گئی وہ لوگوں سے پوچھتے ہوئے اس چوک میں آ گئی جہاں یوحنا وعظ کر رہے تھے لوگوں کا ہجوم ان کے گرد جمع تھا اور وہ چبوترے پر کھڑے ایک ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے لوگوں کو بادشاہ کے ظلم کے خلاف بھڑکا رہے تھے ان کے چہرے پر آسمانی جلال تھا آنکھوں

میں سچائی کی چمک تھی پیشانی پر خدائی نور تھا سلومی لوگوں کے ہجوم میں گھس کر آگے آ کر یوحنا نبی کے بالکل سامنے آ کھڑی ہوئی۔

یوحنا تقریر کر رہے تھے کہ انہوں نے اچانک سلومی کی طرف دیکھا اور ایک دم اسے پہچان لیا اور ہاتھ اس کی طرف بڑھا کر کہا۔

لوگو! یہ ہے وہ عورت جو گناہ کا پٹارا ہے اور بادشاہ ہیروڈ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے یہ بھی گناہ کی دلدل میں پھنسی ہوئی ایک ناگن ہے اس کو خدا کا خوف دلاؤ اس کو عبرت دلاؤ.........

لوگوں نے پلٹ کر سلومی کو دیکھا اور پہچان لیا کہ وہ کسان عورت کے معمولی سے لباس میں شاہی محل کی ایک شہزادی ہے وہ جوش میں آ گئے اور انہوں نے سلومی پر حملہ کر دیا عنبر اور ناگ نے یہ ماجرا دیکھا تو فوراً سلومی کی مدد کو لپکے۔

انہوں نے سلومی کو پکڑ کر کندھوں پر اٹھا لیا اور ہجوم میں سے نکال

کر باہر لے آئے اور گھوڑے پر بٹھا کر اسے شاہی محل کی طرف لے
گئے سلومی نے محل کی دیوار کے پاس گھوڑے پر سے اتر کر دونوں کا
شکریہ ادا کیا اور کہا۔
تم دونوں نے میری جان بچائی ہے اس لئے میں تمہاری شکر گزار
ہوں زندگی میں اگر کوئی ایسا وقت آیا تو میں تمہارے احسان کا بدلہ
ضرور چکاؤں گی۔
سلومی محل کے اندر چلی گئی اور عنبر اور ناگ وہاں سے واپس اس چوک
کی طرف آ گئے جہاں یوحنا نبی وعظ کر رہے تھے وہاں پہنچ کر انہوں
نے دیکھا کہ ایک افراتفری مچی ہوئی تھی شاہ ہیروڈ کے سپاہی لوگوں پر
ہنٹر چلا رہے تھے اور لوگ ادھر اُدھر دکانوں میں بھاگ کر پناہ لے
رہے تھے یوحنا نبی وہاں نہیں تھے شاید وہ وہاں سے دریا کی طرف
اپنے جھونپڑے میں چلے گئے تھے۔

عنبر اور ناگ دریا کی طرف آ گئے یوحنا نبی دریا کے کنارے کھڑے
تھے اور پانی کی پر سکون لہروں کو تک رہے تھے عنبر اور ناگ ان کے
پیچھے بڑے ادب سے جا کر کھڑے ہو گئے یوحنا نے ان کی طرف
دیکھے بغیر کہا۔
تم لوگوں نے ایک ظالم بادشاہ کا ساتھ دیا ہے تم لوگ خدا سے اپنے
گناہ کی معافی مانگو لیکن تم نے ایک عورت کی جان بچائی ہے شاید خدا
تمہیں معاف کر دے۔
پھر یوحنا نے پلٹ کر عنبر کی طرف دیکھ کر کہا۔
تم اڑھائی ہزار برس سے زندہ چلے آ رہے ہو تمہارے نامہ اعمال میں
قتل بھی ہیں اور نیکیاں بھی ہیں۔
پھر ناگ پھنی کی طرف دیکھ کر کہا۔
تم نے سانپ بن کر لوگوں کو ہلاک کیا ہے لیکن تم نے کچھ اچھے کام بھی

کئے ہیں جن کے عوض ہو سکتا ہے خداوند کریم تمہیں بخش دے۔

عنبر ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے یوحنا نبی نے ان کے بارے میں
ایک ایک بات درست بتائی تھی اس کے نبی ہونے پر کوئی شک نہیں تھا
دونوں دوستوں نے آگے جھک کر یوحنا نبی کا دامن چوم لیا یوحنا نے
ان کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا۔

ظلم کا کبھی ساتھ نہ دینا، ظلم کو خدا پسند نہیں کرتا میری ساری زندگی ظلم
کے خلاف جہاد میں گزرے گی اگر اس نیک کام کی راہ میں مجھے ہلاک
بھی کر دیا جائے تو مجھے افسوس نہیں ہوگا.............

پھر انہوں نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا۔

میری بات غور سے سن رکھو۔ میرے بعد اس دنیا میں ایک عظیم نبی
آئے گا جو مجھ سے بھی ہزار گناہ عظیم ہوگا جو ساری دنیا کے لئے رحمت
اور محبت کا پیام لائے گا تم لوگ گواہ رہنا اور عظیم پیغمبر پر ایمان لے آنا

اور میرا عقیدت بھرا اسلام اس عظیم ہستی کے قدموں تک پہنچا دینا، کاش
میں اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے زندہ رہتا مگر خدا کے کاموں
میں کوئی دخل نہیں دے سکتا وہاں کسی کو دم مارنے کی اجازت نہیں
.............اب تم جا سکتے ہو۔

عنبر اور ناگ نے جھک کر یوحنا کے قدموں کی خاک کو بوسہ دیا اور
الٹے پاؤں انتہائی ادب اور احترام کے ساتھ واپس آ گئے۔

وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر مندر میں پہنچ گئے ناگ نے کہا۔

یوحنا خدا کا نبی ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور اس کے خدا پر بھی
ایمان لاتا ہوں میں آج سے بتوں کی پوجا نہیں کروں گا۔

عنبر نے کہا۔

تم بھی میرے گواہ رہنا، میں یوحنا نبی کو خدا کا نبی تسلیم کرتا ہوں اور اس
کے خدائے واحد پر ایمان لاتا ہوں میں نے کبھی بتوں کی پوجا نہیں کی

ہے میں دیوتاؤں کی پوجا کرتا رہا ہوں آج سے میں دیوتاؤں کی پوجا بھی بند کرتا ہوں اور خدا کی عبادت کرتا ہوں۔

مندر میں جاکر ناگ ناگن دیوی کے بت کے آگے کھڑا ہو گیا اس کی آنکھوں میں ایک ایسی چمک اور رعب تھا کہ ناگن دیوی کا بت کانپنے لگا ناگ اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا وہاں عنبر گہری نیند سو رہا تھا ناگ نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ کبھی کسی بے گناہ کو موت کے گھاٹ نہیں اتارے گا کبھی ظالم کا ساتھ نہیں دے گا ہمیشہ مظلوم کی حمایت کرے گا اور غریبوں کے ساتھ ان کے دکھ درد بانٹے گا۔

ادھر سلومی بڑے غصے کے عالم میں شاہی محل پہنچی وہ یوحنا نبی کو اپنا دشمن سمجھنے لگی تھی اس کا دل یوحنا سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لئے بے چین ہو رہا تھا وہ اپنے ریشمی بستر پر لیٹی بے قراری سے پہلو بدل رہی تھی کہ اس کی کنیز ازابیلا اندر آ گئی اس نے کنیز کو بلا کر کہا۔

ازابیلا بادشاہ کہاں ہیں؟

کنیز نے کہا۔

وہ ابھی ابھی دربار سے فارغ ہو کر اپنے خاص کمرے میں گئے ہیں۔

سلومی نے تالی بجا کر کہا۔

فوراً بادشاہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ اگر ہو سکے تو ایک پل کے لئے سلومی کے پاس آ کر اس کی بات سن جائیں اور سنو! یہ بات راز داری سے بادشاہ کو کہنا ہرگز ہرگز کسی دوسرے کو کانوں کان خبر نہ ہو۔

بہت بہتر حضور!

راز دار کنیز سلومی کا پیغام لے کر بادشاہ کے خاص کمرے کی طرف چلی گئی بادشاہ ہیروڈ اس وقت ایک غیر ملکی سفیر سے کچھ ضروری باتیں کر رہا تھا کنیز اندر داخل ہو کر ایک طرف ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی بادشاہ نے سلومی کی کنیز کو پہچان لیا تھا اس نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

کیا بات ہے ازابیلا؟ تم کیسے آئی ہو؟

بادشاہ۔سلامت آپ سے ایک ضروری بات کرنے آئی ہوں۔

شاہ ہیروڈ سمجھ گیا کہ سلومی نے کوئی خاص پیغام بجھوایا ہے ہوسکتا ہے وہ اس کے ساتھ شادی کرنے پر راضی ہوگئی ہو۔اس نے غیر ملکی سفیر کو جلدی سے رخصت کردیا اور ازابیلا کو قریب بلا کر پوچھا۔

ہاں ازابیلا اب بتاؤ، سلومی نے کوئی پیام بھیجا ہے۔؟

ازابیلا نے ادھر اُدھر دیکھ کر سرگوشی میں کہا ہاں بادشاہ سلامت وہ آپ کو اپنے کمرے میں یاد کر رہی ہیں۔

بادشاہ نے کہا۔

اسے کہو میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔

کنیز نے جھک کر سلام کیا اور واپس سلومی کو جا کر بادشاہ کا پیغام سنا دیا اب سلومی بے چینی سے شاہ ہیروڈ کا انتظار کرنے لگی تھوڑی دیر بعد

ریشمی پردہ ایک طرف ہٹا اور شاہ ہیروڈ انگلیوں میں ہیرے جواہرات کی انگوٹھیاں والے اندر داخل ہوا سلومی نے جھک کر آداب کہا بادشاہ نے سلومی کا ہاتھ تھام کر چوما اور پوچھا۔

کیا حسین ترین سلومی نے مجھ کو یاد فرمایا ہے۔؟ سلومی نے مسکرا کر کہا۔

ہاں بادشاہ سلامت میں نے آپ کو یاد کیا ہے اور اس لئے یاد کیا ہے کہ میں نے آپ سے شادی کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

شاہ ہیروڈ یہ سن کر خوشی سے اچھل پڑا اس کو کبھی یہ امید نہ تھی کہ سلومی جیسی شوخ اور خودسر لڑکی اس کے ساتھ شادی کرنے پر اتنی جلدی راضی ہوجائے گی اس نے سلومی کا ہاتھ تھام کر کہا۔

سلومی! اس وقت میں اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھتا ہوں میں اس سارے علاقے کا بادشاہ ہوں میرے پاس

کیا بات ہے از ابیلا؟ تم کیسے آئی ہو؟

بادشاہ سلامت آپ سے ایک ضروری بات کرنے آئی ہوں۔

شاہ ہیروڈ سمجھ گیا کہ سلومی نے کوئی خاص پیغام بھجوایا ہے ہوسکتا ہے وہ اس کے ساتھ شادی کرنے پر راضی ہوگئی ہو۔اس نے غیر ملکی سفیر کو جلدی سے رخصت کر دیا اور از ابیلا کو قریب بلا کر پوچھا۔

ہاں از ابیلا اب بتاؤ، سلومی نے کوئی پیام بھیجا ہے۔؟

از ابیلا نے ادھر اُدھر دیکھ کر سرگوشی میں کہا ہاں بادشاہ سلامت وہ آپ کو اپنے کمرے میں یاد کر رہی ہیں۔

بادشاہ نے کہا۔

اسے کہو میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔

کنیز نے جھک کر سلام کیا اور واپس سلومی کو جا کر بادشاہ کا پیغام سنا دیا اب سلومی بے چینی سے شاہ ہیروڈ کا انتظار کرنے لگی تھوڑی دیر بعد

ریشمی پردہ ایک طرف ہٹا اور شاہ ہیروڈ انگلیوں میں ہیرے جواہرات کی انگوٹھیاں والے اندر داخل ہوا سلومی نے جھک کر آداب کہا بادشاہ نے سلومی کا ہاتھ تھام کر چوما اور پوچھا۔

کیا حسین ترین سلومی نے مجھ کو یاد فرمایا ہے۔؟ سلومی نے مسکرا کر کہا۔

ہاں بادشاہ سلامت میں نے آپ کو یاد کیا ہے اور اس لئے یاد کیا ہے کہ میں نے آپ سے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

شاہ ہیروڈ یہ سن کر خوشی سے اچھل پڑا اس کو کبھی یہ امید نہ تھی کہ سلومی جیسی شوخ اور خودسر لڑکی اس کے ساتھ شادی کرنے پر اتنی جلدی راضی ہو جائے گی اس نے سلومی کا ہاتھ تھام کر کہا۔

سلومی! اس وقت میں اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھتا ہوں میں اس سارے علاقے کا بادشاہ ہوں میرے پاس

دولت کی کوئی کمی نہیں مگر جتنی خوشی مجھے اس وقت ہوئی ہے کبھی نہیں ہوئی تھی مجھے اپنے آپ پر اور اپنی خوش قسمتی پر فخر محسوس ہو رہا ہے

چالاک سلومی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مگر میری ایک شرط ہے۔

شاہ ہیروڈ نے بڑے جوش کے ساتھ کہا۔

میں تمہاری ہر شرط کو مان لینے پر تیار ہوں تم اگر کہو کہ میں تمہیں آسمان سے تارے توڑ کر لا دوں تو میں تمہارے قدموں میں آسمانی تاروں کا ڈھیر لگا دوں اگر تم کہو کہ تمہیں ساری دنیا کے خزانے چاہئیں تو میں تمہارے ارد گرد سونے چاندی اور جواہرات کے پہاڑ کھڑے کر دوں گا تم اگر کہو کہ تمہیں چاند کی خواہش ہے تو میں آسمان کے سینے سے چاند کو نوچ کر تمہارے دامن میں رکھ دوں گا تم اپنی زبان سے شرط بیان کرو میں اسے ابھی پورا کئے دیتا ہوں میں تمہارے حکم کا

انتظار کر رہا ہوں تم حکم کرو کہ تمہیں کیا چاہیے میں ایک طویل پل کے اندر اندر تمہاری خواہش پوری کر دوں گا۔

احمق بادشاہ کو معلوم ہی نہیں تھا کہ سلومی کیا چال چل رہی ہے وہ جذبات میں آ کر بولے جا رہا تھا اس کی ہر شرط کو قبول کرنے کے وعدے کیے جا رہا تھا جب اس نے سلومی سے اس کی شرط کے بارے میں پوچھا تو سلومی نے ایک دم سنجیدہ ہو کر کہا۔

کیا آپ میری شرط پوری کر دیں گے۔

میں تمہاری ہر شرط پوری کروں گا۔ تم کہو تو سہی۔

سلومی نے کہا۔

تو پھر مجھے یوحنا نبی کا سر کاٹ کر لا دو۔

شاہ ہیروڈ ایک دم سکتے میں آ گیا اسے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ سلومی اس سے اس قسم کی خوفناک خواہش کا اظہار کرے گی اس میں کوئی شک

نہیں تھا کہ یوحنا نبی بادشاہ کا دشمن تھا لیکن شاہ ہیروڈیو حنا نبی سے ڈرتا
تھا وہ اکھاڑے میں اس کی کرامت دیکھ چکا تھا اسے دل سے یقین ہو
گیا تھا کہ یوحنا خدا کا نبی ہے اس کے علاوہ لوگ بھی یوحنا سے محبت
کرتے تھے اگر وہ یوحنا کو ہلاک کردے تو سارے سدوم کے لوگ اس
کے خلاف بغاوت کر دیتے وہ ڈر گیا، اور سوچ میں پڑ گیا، اسے
پریشان دیکھ کر سلومی نے کہا۔

تم ڈر گئے ہو اتنے بڑے بادشاہ ہو کر تم ایک عورت کی اتنی سی خواہش
بھی پوری نہیں کر سکتے؟ اور پھر یوحنا تو تمہارا دشمن ہے وہ تو تمہارے
خلاف بازاروں میں وعظ کرتا ہے۔

بادشاہ نے کہا۔

یہ ٹھیک ہے سلومی یوحنا میرے خلاف بازاروں میں جا کر لوگوں کو
بغاوت پر اکساتا ہے مگر وہ............میرا مطلب ہے مجھے یوں

محسوس ہوتا ہے کہ وہ اللہ کا سچا نبی ہے۔

سلومی قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

تم ایک بزدل بادشاہ ہو تمہیں سلومی کے ساتھ شادی کرنے کا کوئی حق
نہیں سلومی تم جیسے لوگوں سے نفرت کرتی ہے اسے بہادر بادشاہ پسند
ہیں میں ایک بہادر غلام سے شادی کرلوں گی مگر ایک بزدل بادشاہ کی
بیوی بننا ہرگز گوارا نہ کروں گی۔

یہ کہہ کر سلومی کمرے سے باہر نکلنے لگی تو بادشاہ نے اسے روک کر کہا۔

اتنی جلدی نہ کرو سلومی۔ مجھے سوچنے کا موقع دو سلومی نے کہا۔

میں جانتی ہوں تم کیا سوچو گے تم یہی سوچو گے کہ تمہیں سلومی کی شرط
قبول نہیں ہے تم بزدل ہو، تم کمزور دل بادشاہ ہو میں تم سے کبھی بیاہ
نہیں کروں گی کبھی نہیں کروں گی۔

سلومی غصے میں بڑی تیزی کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی بادشاہ

کمرے میں اکیلا رہ گیا وہ بے حد پریشانی کے عالم میں فرش پر ٹہلنے لگا پھر وہ کھڑکی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا کھڑکی میں سے شہر کا سارا منظر دکھائی دے رہا تھا مکانوں کی چھتوں اور بازاروں میں خوب رونق تھی دور پہاڑی ٹیلوں پر زیتون اور انجیر کے درخت ہوا میں لہرا رہے تھے یوحنا نبی کا سر کاٹ کر لانے کی شرط لگا کر سلومی نے اسے ایک سخت اور کٹھن آزمائش میں ڈال دیا تھا اگر وہ انکار کرتا ہے تو سلومی سے بیاہ نہیں کر سکتا اور اگر ہاں کرتا ہے تو اس میں اتنی ہمت نہیں کہ ایک خدا کے نیک نبی کا سر کاٹ کر لا سکے۔

بادشاہ پریشانی کے ساتھ سلومی کے کمرے سے نکل کر اپنی خواب گاہ میں آ گیا وہ ساری رات یہی سوچتا رہا کہ سلومی کی شرط کیسے منظور کرے اسے یہ بھی ڈر تھا کہ اگر اس نے یوحنا کا سر کٹوایا تو اس کی سلطنت پر ضرور تباہی آ جائے گی کیونکہ یوحنا خدا کا سچا نبی ہے ساری

رات یہی سوچتے گزر گئی دن چڑھا تو سورج کی روشنی میں بادشاہ نے ایک دم فیصلہ کر لیا کہ وہ سلومی کی خواہش ضرور پوری کر دے گا خواہ اس کے عوض اس کی ساری سلطنت تباہ ہو جائے مگر سلومی سے بزدلی کا طعنہ کبھی نہیں سنے گا۔

وہ یوحنا کا سر کاٹ کر سلومی کو پیش کر دے گا۔

اس فیصلے کے ساتھ ہی اس نے خاص غلام کو بھیج کر سلومی کو اپنی خواب گاہ میں بلوایا۔

سلومی صرف تمہاری خوشنودی کی خاطر میں تمہاری شرط کو تسلیم کرتا ہوں اور تمہیں یوحنا نبی کا سر کاٹ کر پیش کر دوں گا کیا اب تم خوشی سے میرے ساتھ شادی کر لو گی۔

سلومی کو شاہ ہیروڈ جیسے بزدل بادشاہ سے ہرگز یہ توقع نہیں تھی کہ وہ اتنی جلدی ایک بہادری کا کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا جب بادشاہ

نے اسے اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تو خوشی سے اس کا چہرہ چمک اٹھا اسے شاہ ہیروڈ سے شادی کرنے کی کوئی خوشی نہیں تھی خوشی اسے صرف اس بات کی تھی کہ اس نے یوحنا سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لے لیا ہے اس نے شاہ ہیروڈ کی طرف دیکھ کر کہا۔

اے بادشاہ! یہ فیصلہ کر کے تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم ایک بہادر بادشاہ ہو اور اس قابل ہو کہ سدوم کے عظیم شہر پر حکمرانی کر سکو مجھے یہ بتاؤ کہ یوحنا کا سر مجھے کب پیش کیا جائے گا۔

بادشاہ نے اپنے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ صاف کرتے ہوئے کہا۔

بہت جلد۔ بہت جلد۔

سلومی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

جس روز تم یوحنا کا سر کاٹ کر پیش کرو گے میں تمہارے ساتھ شادی کا اعلان کر دوں گی۔

بادشاہ نے سلومی کا ہاتھ چوم لیا اور منہ دوسری طرف کر لیا اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے جھلملا رہے تھے اسکا ضمیر اسے بار بار ملامت کر رہا تھا مگر اس نے ایک گھناؤنا فیصلہ کر لیا ایک ایسا گھناؤنا فیصلہ کہ جس پر تاریخ آج بھی اسے ایک ظالم حکمران کی حیثیت سے یاد کرتی ہے۔

سرکاٹ لاؤ

باد شاہ نے یوحنا نبی کا سر کٹوانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔

لیکن وہ یہ کام بڑے خفیہ طریقے سے کرنا چاہتا تھا اس کی سب سے زیادہ کوشش یہی تھی کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے اس نے اپنے خاص سپہ سالار سے اس کا ذکر کیا یہ سپہ سالار یوحنا نبی کا دشمن تھا کیونکہ اس کے ایک ماننے والے نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا باد شاہ نے سپہ سالار کو ساری بات کھول کر بیان کر دی کہ وہ یہ کام کرتے ہوئے ڈرتا ہے لوگوں کی بغاوت سے بھی اور اپنے ضمیر سے بھی ،اس لئے یہ کام انتہائی خفیہ طریقے سے ہونا چاہیے۔

سپہ سالار نے کہا۔

باد شاہ سلامت آپ بالکل مطمئن رہیں میں ایسا انتظام کروں گا کہ شہر میں کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی کہ یوحنا نبی کہاں چلا گیا ہے اور اس کا سر بھی کاٹ کر سلومی کو پیش کر دیا جائے گا۔

باد شاہ نے تشویش سے کہا۔

مگر لوگ کس طرح مطمئن ہوں گے کہ ان کا بزرگ نبی کس جگہ ہے۔

سپہ سالار نے کہا۔

میں اپنے آدمی لوگوں میں ڈال کر مشہور کرادوں گا کہ یوحنا نبی سدوم چھوڑ کر راتوں رات ایران چلے گئے ہیں وہ لوگ کہیں گے کہ وہ خود ایران کے ایک شہر میں یوحنا سے مل کر آرہے ہیں۔

باد شاہ سپہ سالار کی اس عقل مندی پر بڑا خوش ہوا۔اس نے کہا۔

پھر یہ کام جتنی جلدی ہو سکے کر ڈالو میں اس سلسلے میں زیادہ دیر نہیں لگانا چاہتا جتنی دیر لگے گی اس راز کے کھل جانے کا خطرہ ہے اور اگر

ایک بار کسی کو علم ہو گیا کہ ہم یوحنا نبی کا سر کاٹنا چاہتے ہیں تو ساری
رعایا شاہی محل میں گھس کر ہر طرف آگ لگا دے گی۔

یہ کام بہت جلد ہو جائے گا بادشاہ سلامت!

سپہ سالار نے پہلا کام یہ کیا کہ دس بہترین جوان اور طاقت ور
آدمیوں کو معمولی لباس پہنا کر دریا کے کنارے یوحنا نبی کی جھونپڑی
پر حملہ کرنے کی سازش کی، ان دس آدمیوں کو ہر قسم کے ہتھیاروں سے
لیس کر کے آدھی رات کو یوحنا کی جھونپڑی کی طرف روانہ کر دیا اس
رات آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اور بڑی تیز ہوا چل رہی
تھی آدھی رات کے وقت بجلی چمکنے لگی اور بادل گرجنے لگے پھر بوندا
باندی شروع ہو گئی۔

دس جاسوس یوحنا کو گرفتار کرنے دریا کے کنارے چھپ کر پہنچے تو
موسلا دھار بارش شروع ہو گئی انہوں نے اپنے گھوڑوں کو انجیر کے

جھنڈ میں چھپایا اور دبے پاؤں چل کر جھونپڑی کے گرد گھیرا ڈال لیا۔
بارش کے طوفان کی وجہ سے وہاں کوئی آدمی نہیں تھا جھونپڑی میں دیا
جل رہا تھا جس کی روشنی میں یوحنا نبی خدا کی عبادت میں مصروف تھا
جاسوس ایک دم جھونپڑی میں گھس گئے انہوں نے یوحنا کو رسیوں میں
جکڑ لیا اور باہر لا کر گھوڑے پر لاد کر شاہی محل کی طرف ہوا ہو گئے۔
یہ سارا کام بڑی تیزی کے ساتھ ہو گیا یوحنا نبی اگر چاہتے تو ان
آدمیوں کو وہیں پتھر کر سکتے تھے مگر انہوں نے محسوس کیا کہ جو کچھ ہو رہا
ہے خدا کی مرضی کے ساتھ ہو رہا ہے یعنی خدا کی مرضی یہی تھی کہ یوحنا
گرفتار ہو کر شاہی قید خانے میں پہنچے اور اس پر بادشاہ کی طرف سے
جو سختیاں ہوں ان کو برداشت کرے اس لئے کہ دنیا میں خدا کے نیک
بندے اور نبی ہمیشہ خدا کی راہ میں بڑی بڑی تکلیفیں سہتے چلے آئے
ہیں۔

یوحنا کو سپہ سالار نے خود شاہی محل کے تہہ خانے میں ایک خفیہ کوٹھڑی
میں بند کر دیا وہ اسے اپنی کامیابی سمجھ رہا تھا اسے یہ خبر نہیں تھی کہ اگر خدا
کی مرضی شامل نہ ہوتی تو دنیا کی کوئی طاقت خدا کے اس نیک بندے
کو ہاتھ نہیں لگا سکتی تھی۔

بادشاہ ہیروڈ کو جب یوحنا کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو خوش بھی ہوا اور
حیران بھی ہوا خوش اس بات پر ہوا کہ اس کا منصوبہ کامیاب رہا تھا اور
حیران اس بات پر ہوا کہ یوحنا کی طرف سے کوئی کرامت نہیں دکھائی
گئی تھی حالانکہ اس سے پہلے ساری دنیا نے دیکھا تھا کہ انہیں شیروں
کے آگے ڈالا گیا اور شیر ان کے قدموں میں آ کر لوٹنے لگے۔

مگر خدا کی مرضی کے خلاف خدا کے نبی کبھی ایک لفظ زبان سے نہیں
نکالا کرتے وہ اپنے آپ پر چپ چاپ سختیاں سہہ جاتے ہیں مگر
شکایت کا ایک حرف زبان سے نہیں کہتے وہ اپنی مرضی کو خدا کی مرضی

میں شامل کر دیتے ہیں اس لئے کہ ان کا ہر کام خدا کو خوش کرنے کے
لئے ہوتا ہے اگر خدا کی مرضی یہ ہو کہ وہ سولی پر چڑھ جائیں تو وہ ہنستے
مسکراتے ہوئے سولی پر چڑھ جایا کرتے ہیں۔

سلومی کو بھی خبر مل گئی تھی کہ یوحنا نبی کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال
دیا گیا ہے۔

بادشاہ نے سلومی سے جا کر کہا کہ یوحنا گرفتار ہو گیا ہے۔

سلومی نے کہا۔

اسکا سر کاٹ کر مجھے کب پیش کیا جائے گا؟ بادشاہ نے ایک بار پھر
سلومی کو سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ اپنے بھیانک ارادے سے باز
آئے اور یوحنا نبی کا سر مانگنے کی بجائے کوئی اور شے طلب کر لے۔

سلومی! میں تمہیں اپنا تخت اور تاج دینے کو تیار ہوں تم اگر چاہو تو میں
تمہیں روم کی ساری دولت لا کر دے سکتا ہوں مگر خدا کے لئے

یوحنا نبی کا سر مجھ سے مت مانگو۔ مجھ سے یہ گناہ مت کراؤ۔

سلومی نے طنزیہ کہا۔

تم نے پھر بزدلوں والی باتیں شروع کر دیں۔ کاش مجھے پہلے معلوم ہوتا کہ تم اتنے کمزور دل کے ہو تو میں کبھی تم سے اپنے دل کی خواہش کا اظہار نہ کرتی۔

شاہ ہیروڈ نے منت کرتے ہوئے کہا۔

ایک بار پھر اپنی خواہش پر غور کر لو سلومی تم آگ کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کر رہی ہو، تم ایک ایسے نیک بندے کا سر مانگ رہی ہو جس کی لوگ پوجا کرتے ہیں۔

سلومی نے نفرت سے بادشاہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

اگر تم اتنے ہی بزدل ہو تو پھر مجھ سے شادی کرنے کی خواہش کیوں کی تھی؟ اگر تم نے میری خواہش پوری نہ کی تو میں فوج کے سپہ سالار سے

شادی کر لوں گی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ یوحنا کا سر بڑی آسانی سے کاٹ سکتا ہے اس نے یوحنا کو گرفتار کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ بادشاہ سے بڑھ کر بہادر آدمی ہے اور میں بہادر آدمی کا احترام کرتی ہوں۔

بادشاہ سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ سلومی پاگل ہو چکی ہے اور وہ کبھی اپنے ارادے سے باز نہیں آئے گی اگر بادشاہ نے انکار کر دیا تو وہ ضرور سپہ سالار سے یہ کام کروا کر اس سے شادی کرلے گی اور بادشاہ کے لئے یہ ڈوب مرنے کا مقام ہو گا کیونکہ سپہ سالار ایک طاقت ور شخص ہے اور بادشاہ اس کے خلاف کوئی کارروائی بھی نہ کر سکے گا۔

بادشاہ نے سپہ سالار کو بلا کر کہا۔ کہ وہ پچھلے پہر منہ اندھیرے یوحنا کا سر کاٹ کر طشت میں رکھ کر اسے پیش کرے سپہ سالار ایک سپاہی آدمی

تھا اور یوحنا سے دشمنی بھی رکھتا تھا وہ خوشی سے بولا۔

جو حکم بادشاہ سلامت! صبح سویرے یوحنا کا کٹا ہوا سر طشت میں سج کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔

بادشاہ نے بستر پر لیٹ کر بے چینی سے کروٹیں بدلنا شروع کر دی۔

ادھر سلومی نے سیاہ لبادہ اوڑھا اور سپہ سالار کو ساتھ لے کر خفیہ تہہ خانے میں یوحنا نبی سے ملاقات کرتے پہنچ گئی کوٹھڑی کے اندر ہلکا ہلکا نور سا پھیلا ہوا تھا حالانکہ اندر کسی طرف سے بھی روشنی کی ایک کرن تک نہیں آ رہی تھی یوحنا فرش پر کھڑے تھے ان کا چہرہ دیوار کی طرف تھا ان کے نورانی چہرے پر ایک ہلکی سی روشن مسکراہٹ تھی یوں لگتا تھا جیسے وہ پتھر کی دیوار پر جنت کے باغ اور پھلوں سے لدے ہوئے درخت اور ان کے درمیان بہتی ہوئی شفاف نہریں دیکھ رہے ہیں۔

سلومی نے سپہ سالار کو باہر کھڑے ہونے کا اشارہ کیا اور خود کوٹھڑی

کے اندر جا کر یوحنا سے یوں مخاطب ہوئی۔

کیا تمہیں موت سے ڈر نہیں لگتا۔

یوحنا نے دیوار کی طرف منہ کیئے ہوئے کہا۔

اے بدنصیب عورت سن۔ موت ہمارے لئے کچھ نہیں ہے موت ہمارے لئے ایک دروازے سے گزر کر دوسرے کمرے میں جانے کے برابر ہے موت ان کے لئے عذاب بن کر آتی ہے جن کی آنکھیں صرف دنیا کے عیش و آرام کو دیکھ سکتی ہیں اور انہیں آخرت نظر نہیں آتی
۔

سلومی نے سامنے آ کر کہا۔

اگر تم اب بھی اپنے کیئے پر معافی مانگ لو تو میں بادشاہ سے کہہ کر تمہاری جان بچا سکتی ہوں ورگرنہ دوسری صورت میں آج سورج نکلنے سے پہلے تمہارا سر کاٹ کر میرے سامنے پیش کیا جائے گا۔

یوحنا نے کہا۔

سن اے بدنصیب عورت! ہم جو کرتے ہیں اس پر کبھی نہیں پچھتایا کرتے ہم جو کرتے ہیں دنیا کی بھلائی کے لئے کرتے ہیں ہم جو کرتے ہیں وہ خدا کی مرضی کے مطابق اور خدا کی مرضی کی خاطر کرتے ہیں پھر ہمیں اپنے کیئے پر پچھتانے کی کیا ضرورت ہے تم ایک ظالم بادشاہ کی طرف دار ہو۔ تم ظالم کی حمایت کرتی ہو اس لئے تم بھی ظالم ہو تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو ایک ظالم کا ہوا کرتا ہے تم اگر میرا سر قلم نہ بھی کراؤ تو پھر بھی تم خدا کے عذاب سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتیں۔

سلومی نے قہقہہ لگا کر کہا۔

میں اس شہر کی اس ملک کی ملکہ بنوں گی میں تمہارے کٹے ہوئے سر کو اپنے ہاتھوں آگ میں پھینکوں گی میں تم سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لوں

گی۔

اے بدنصیب عورت تو مجھ سے نہیں بلکہ اپنے آپ سے انتقام لے رہی ہے ہمیں تو ایک نہ ایک دن مرنا ہی ہے ہم تو خدا کی راہ میں اپنا سر ہر وقت اپنی ہتھیلی پر رکھے رہتے ہیں مگر جب کلہاڑا تمہارے سر پر چلے گا تو تم وہ تکلیف برداشت نہ کرسکو گی تم ایک ایسے عذاب میں پھنس جاؤ گی جس میں سے تم کبھی نہیں نکل سکو گی تمہاری گردن ایک ہزار بار کٹے گی اور ایک ہزار بار جڑنے کے بعد پھر ایک ہزار بار کاٹی جائے گی اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

سلومی نے غصے میں کہا۔

آج صبح معلوم ہوجائے گا کہ گردن کس کی کٹتی ہے۔

وہ تیزی سے باہر نکل گئی اور یوحنا اسی طرح دیوار کی طرف دیکھتے رہے ان کے چہرے پر وہی آسمانی حسن اور جلال اور مسکراہٹ تھی سلومی

نے سپہ سالار کو ساتھ لیا اور تہہ خانے کی سیڑھیاں چڑھ کر اپنی خواب
گاہ میں آ کر صبح ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

ٹھیک اس وقت جب کہ آسمان پر بادل گرج رہے تھے اور موسلا دھار
مینہ برس رہا تھا اور قید خانے میں سپہ سالار کے حکم سے جلاد یوحنا نبی کا
مقدس سر کاٹنے کے لئے کلہاڑا تیز کر رہا تھا عنبر کی آنکھ کھل گئی وہ ناگن
دیوی کے مندر کی کوٹھڑی میں سو رہا تھا ناگ بھی اسکے قریب ہی بستر پر
سو رہا تھا عنبر کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے آواز دی ہو اس نے
کان آواز پر لگا دیئے باہر بادل گرج رہے تھے اور بارش ہو رہی تھی عنبر
کو آواز ایک بار پھر سنائی دی یہ کنیز کارمیلا کی روح کی آواز تھی اس
آواز میں غم اور سکون تھا۔

عنبر آج کی رات سونے کی رات نہیں ہے آج کی رات جاگ کر خدا
کی عبادت کرنے کی رات ہے اس لئے کہ آج کی رات خدا کی راہ

میں بڑی عظیم قربانی پیش کی جا رہی ہے۔ عنبر نے آہستہ سے پوچھا۔
اے نیک روح مجھے بتا کہ وہ کون سی قربانی ہے۔؟ اور وہ کون خوش
نصیب شخص ہے جو خدا کی راہ میں عظیم الشان قربانی پیش کر رہا ہے۔

روح نے گہرا ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

عنبر! یہ راز خداوندی ہے میری کیا مجال کہ میں اس کے بارے میں
زبان کھول سکوں میں اس راز پر سے پردہ نہیں اٹھا سکتی میری اتنی
طاقت نہیں میں تو خود اپنا سر خدا کے حضور جھکا کر عبادت کر رہی ہوں
جس طرح اس شہر کے سارے درخت چرند، پرند اور زمین کا ذرہ ذرہ
خدا کی عبادت کر رہا ہے۔

عنبر عجیب الجھن میں پھنس گیا آخر وہ کون سا بڑا واقعہ ہے جو اس شہر
میں رونما ہونے والا ہے یوحنا نبی کی طرف تو اس کا کبھی خیال بھی نہیں
جا سکتا تھا کیونکہ شام کو وہ خود انہیں ان کی جھونپڑی میں چھوڑ کر آیا تھا

اس نے روح کی ایک بار پھر منت کی اور کہا۔

کیا واقعی تم مجھے اس خوش قسمت اور انتہائی صبر والی ہستی کے بارے
میں نہیں بتا سکتی جو خدا کی راہ میں قربانی پیش کر رہی ہے۔؟

روح نے آہ بھر کر کہا۔

خاموش عنبر خاموش! دیکھ اس وقت اس شہر کے سارے درخت سر بہ
سجدہ ہیں سارے ستارے خاموش ہیں وہ بادلوں کی چادر اوڑھ کر
چپ چاپ ہیں کسی کو کیا مجال کہ پلک بھی جھپک سکے خدا کا منشا پورا ہو
رہا ہے کون ہے جو اس کی راہ میں رکاوٹ ڈالے؟ کون ہے جو اس کی
مرضی کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکال سکے؟ دیکھ ساری
کائنات اس وقت خدا کی عبادت کر رہی ہے تو بھی اٹھ اور اپنے رب
کی عبادت کر اور اس کے حضور دعا کر کہ وہ عظیم الشان انسان کی عظیم
الشان قربانی کے طفیل تمہیں بھی سیدھی راہ دکھائے ....میں جا

رہی ہوں..............میں جا رہی ہوں...........

روح چلی گئی وہاں گہری خاموشی چھا گئی عنبر کی طبیعت گھبرانے لگی اس
کا دوست بستر پر گہری نیند سو رہا تھا عنبر اٹھ کر کوٹھڑی سے باہر آ گیا
آسمان پر گھنے بادل چھائے ہوئے تھے بجلی رہ رہ کر چمک رہی تھی
بارش یوں ہو رہی تھی جیسے آسمان کسی کی شہادت پر آنسو بہا رہا ہو عنبر
نے آسمان کی طرف چہرہ اٹھایا اور خدا سے دعا کی کہ وہ اسے دنیا میں
سیدھا راستہ دکھائے اور اتنی توفیق عطا فرمائے کہ وہ نیک کام کرے
اور خدا کی راہ میں بڑی سے بڑی قربانی خوش ہو کر پیش کرے۔ وہ
واپس کوٹھڑی میں آ کر قالین پر بیٹھ گیا اس نے دوزانو ہو کر سر جھکا لیا
اور خدا کی یاد میں گم ہو گیا۔

آسمان پر ایک دھماکہ سا ہوا۔ بجلی زور سے کڑکی تھی بادل زور سے گرجا
تھا ٹھیک اس وقت جلاد سپہ سالار کے ساتھ کلہاڑا لیے یوحنا نبی کی

کوٹھڑی میں داخل ہوا تھا انہوں نے کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر دیکھا
کہ خدا کا نیک بندہ سر جھکائے خدا کی عبادت کر رہا تھا جلاد نے سپہ
سالار کا اشارہ پا کر کلہاڑا اوپر اٹھایا۔

آسمان پر ایک اور دھماکہ ہوا۔ عنبر عبادت کرتے کرتے چونک پڑا۔

کیا جلاد یوحنا نبی کا سر کاٹ سکا؟

کیا عنبر اور ناگ ان کی کوئی مدد نہ کر سکے؟

سلومی کا کیا انجام ہوا؟

یہ سب کچھ اسی سلسلہ وار ناول کی اگلی یعنی
چودھویں قسط میں پڑھیے۔

ختم شد

کوٹھڑی میں داخل ہوا تھا انہوں نے کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر دیکھا
کہ خدا کا نیک بندہ سر جھکائے خدا کی عبادت کر رہا تھا جلاد نے سپہ
سالار کا اشارہ پا کر کلہاڑا اوپر اٹھایا۔

آسمان پر ایک اور دھماکہ ہوا۔ عنبر عبادت کرتے کرتے چونک پڑا۔

کیا جلاد یوحنا نبی کا سر کاٹ سکا؟

کیا عنبر اور ناگ ان کی کوئی مدد نہ کر سکے؟

سلومی کا کیا انجام ہوا؟

یہ سب کچھ اسی سلسلہ وار ناول کی اگلی یعنی
چودھویں قسط میں پڑھیے۔

ختم شد

کوٹھڑی میں داخل ہوا تھا انہوں نے کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر دیکھا
کہ خدا کا نیک بندہ سر جھکائے خدا کی عبادت کر رہا تھا جلاد نے سپہ
سالار کا اشارہ پا کر کلہاڑا اوپر اٹھایا۔

آسمان پر ایک اور دھماکہ ہوا۔ عتبر عبادت کرتے کرتے چونک پڑا۔

کیا جلاد یوحنا نبی کا سر کاٹ سکا؟

کیا عنبر اور ناگ ان کی کوئی مدد نہ کر سکے؟

سلومی کا کیا انجام ہوا؟

یہ سب کچھ اسی سلسلہ وار ناول کی اگلی یعنی
چودھویں قسط میں پڑھیئے۔

ختم شد

کوٹھڑی میں داخل ہوا تھا انہوں نے کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر دیکھا
کہ خدا کا نیک بندہ سر جھکائے خدا کی عبادت کر رہا تھا جلاد نے سپہ
سالار کا اشارہ پا کر کلہاڑا اوپر اٹھایا۔
آسمان پر ایک اور دھماکہ ہوا۔ عنبر عبادت کرتے کرتے چونک پڑا۔

کیا جلاد یوحنا نبی کا سر کاٹ سکا؟
کیا عنبر اور ناگ ان کی کوئی مدد نہ کر سکے؟
سلومی کا کیا انجام ہوا؟
یہ سب کچھ اسی سلسلہ وار ناول کی اگلی یعنی
چودھویں قسط میں پڑھیے۔

ختم شد